عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۳۰ شعبان تا ۸ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مارچ ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۱۲

ایک جامع اور مسنون دعا

مکران ڈویژن میں ختمِ نبوّت کی بہاریں

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بیچنے کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ پر زکوٰۃ

س:......ایک شخص نے دو پلاٹ اس نیت سے خریدے کہ آئندہ ان میں سے ایک بیچ کر اس کی رقم دوسرے پلاٹ پر لگا کر اپنے لئے رہائشی مکان تعمیر کروالوں گا، کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

ج:......جو پلاٹ اس نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی، اس لئے کہ یہ انویسٹمنٹ ہے اور مال تجارت ہے، مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اگر یہ نصاب کو پہنچتا ہو تو سال پورا ہونے پر، یا پہلے سے ہی صاحبِ نصاب ہو تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت (خواہ اس پلاٹ پر ابھی سال پورا نہ ہوا ہو) اس پلاٹ کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

س:......کیا زکوٰۃ کی رقم بتا کر دینا ضروری ہے یا تحفہ، ہدیہ بتا کر بھی دے سکتے ہیں؟

ج:......کسی مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم یا کوئی چیز جو زکوٰۃ کی مد میں دینا ہو، دے سکتے ہیں۔ تحفہ، ہدیہ، مدد اور تعاون کے طور پر کہہ کر دینا درست ہے۔ زکوٰۃ کا بتا کر دینا ضروری نہیں ہے۔

نکاح کے لئے وکیل بنانا

س:......ایک عورت نے ایک مرد کو اختیار دیا کہ تم میری طرف سے وکیل ہو، تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو، تو اس شخص نے دو گواہوں کے سامنے خود ہی ایجاب و قبول کرلیا تو کیا اس طرح یہ نکاح منعقد ہوگیا یا نہیں؟

ج:......نکاح میں جب ایک ہی آدمی مرد و عورت دونوں کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے تو اسی طرح ایک آدمی ایک طرف سے اصیل اور دوسری طرف سے وکیل بن کر بھی اپنا نکاح خود کرسکتا ہے، لہٰذا صورت مسؤلہ میں عورت نے چونکہ مرد کو اپنے نکاح کا وکیل بنایا کہ اپنے ساتھ نکاح کرلو اور اس نے گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرلیا تو یہ نکاح درست ہے۔

”قال العلامۃ الحصکفی: کما للوکیل الذی وکلتہ ان یزوجھا من نفسہ فان لہ ذلک فیکون اصیلا من جانب و وکیلاً من اٰخر۔“ (بحوالہ: الدر المختار علی رد المحتار، ص:۹۸، ج:۳، کتاب النکاح، باب الاکفاء)

بالوں کو سیاہ کلر کرنا

س:......کیا مرد و عورت کو بالوں میں کالا کلر کرنا جائز ہے؟ یا اس کے علاوہ دوسرے کلر مثلاً براؤن، گرے، گولڈن وغیرہ کرنا جائز ہے؟

ج:......کالا کلر استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کے علاوہ دوسرے کلر استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا

س:......عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے اور اگر داڑھی مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کو صاف کرنا مستحب ہے۔ بھنویں بنوانا یا انہیں باریک کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۳۰ شعبان تا ۸ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۳ تا ۳۱ مارچ ۲۰۲۳ء شمارہ:۱۲

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے!	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
رمضان المبارک: مغفرت و رحمت کا مہینہ	۷	مولانا مفتی خالد محمود صاحب
خواتین اور بچوں کا روزہ	۱۲	مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی
ایک جامع اور مسنون دعا!	۱۵	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۰	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
صحابہ کرامؓ کا دفاع ختم نبوت	۲۵	ادارہ
مکران ڈویژن میں ختم نبوت کی بہاریں	۲۷	رپورٹ: مولانا احمد شاہ بلوچ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری **مطبع:** القادر پرنٹنگ پریس **طابع:** سیّد شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۲۹ (۱۲ سنہ نبوت کے واقعات)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ“ ترجمہ:.... ”سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ“ ترجمہ:.... ”سلام ہو ہم پر، اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر۔“

اس پر حضرت جبریل اور ملائکہ علیہم السلام نے کہا: ”أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔“ ترجمہ:.... ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ کازرونی نے اپنی سیرت میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۷:.... اسی سال، شبِ معراج کی صبح کو یہ معجزہ ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانوں کی سیر کرنے اور راتوں رات واپس آنے کی خبر قریش کو ہوئی تو انہوں نے اسے مستبعد سمجھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی صفات دریافت کیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت تردّد ہوا، کیونکہ بیت المقدس کی صفات محفوظ رکھنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال تک نہ تھا، علاوہ ازیں رات بھی تاریک تھی، (ایسے میں کون اہتمام کرتا ہے کہ جس مکان میں چند لمحے کے لئے آنے کا موقع ملا ہے اس کا ایک ایک نقشہ بھی محفوظ رکھا جائے)، مگر حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکمِ خداوندی بیت المقدس کو اپنے بازوؤں پر اُٹھا کر مکہ میں ”دارِ عقیل“ کے پاس رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ دیکھ کر ایک ایک چیز بتاتے رہے، پس جس طرح بلقیس کے تخت کا اُٹھا لانا حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا، اسی طرح بیت المقدس کا اُٹھا لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہوا۔

۱۸:.... اسی سال، شبِ معراج کی صبح کو یہ معجزہ ہوا کہ جب کفارِ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِسراء کی تکذیب کی تو اِمتحان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قافلے کی بابت دریافت کیا جو تجارت کے لئے مکہ سے شام جارہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ قافلہ فلاں مقام پر جارہا تھا، اس میں اتنے آدمی اور اتنے اُونٹ تھے، کفار نے کہا کہ: وہ قافلہ شام سے کب مکہ واپس آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو بدھ کے دن آئے گا، قافلے میں سب سے آگے خاکستری رنگ کا اُونٹ ہوگا، اس کا پالان سیاہ رنگ کا ہوگا، اور اس پر دو بوریاں لدی ہوں گی۔ چنانچہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹھیک اسی طرح ہوا، مگر وائے بے توفیقی! کہ انہیں اس کے باوجود اِیمان کی توفیق نہیں ہوئی۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۱......۳۰/جنوری ۲۰۲۳ء کو ظہر کی جماعت کے دوران پشاور پولیس لائن کی مسجد میں پہلی صف میں موجود بمبار نے خودکش دھماکہ سے خود کو اڑا لیا۔ موقع پر ترییسٹھ نمازی جاں بحق ہوگئے۔ ڈیڑھ صد سے زیادہ لوگ شدید زخمی ہوگئے۔ چاروں طرف چیخ و پکار، مسجد کی چھت کا ایک حصہ منہدم ہوگیا۔ جس کے ملبے کے نیچے دبے لوگوں کی فریاد نے قیامت قائم کردی۔ وزیراعظم، آرمی چیف کی پشاور آمد، پشاور کے کورکمانڈر کی بریفنگ۔

انتہائی حساس علاقہ اور سخت سیکورٹی کے باوجود حملہ آور باوردی جیکٹ اور دھماکہ خیز مواد کے ساتھ مسجد میں کیسے داخل ہوا؟ پھر بڑی سے بڑی خطرناک بارودی جیکٹ سے مسجد کی چھت کیسے اڑگئی؟ خودکش بمبار کو ڈیوٹی پر موجود کسی نے چیک نہ کیا۔ وہ پہلی صف میں جابراجمان ہوا۔ یہ وہ سوالات کھڑے ہوئے ہیں جس نے مزید محب وطن پاکستانیوں کو ششدر کردیا ہے۔

۲......انہیں دنوں کوہاٹ کے ایک ڈیم میں کشتی الٹنے سے درجنوں معصوم طلباء گہرے پانی میں ڈوب جانے کے باعث جان کی بازی ہار گئے۔

۳......انہیں دنوں کوئٹہ سے کراچی جانے والی ایک بس حب چوکی کی کھائی میں جاگری مبینہ طور پر اس بس کے ذریعہ ایرانی تیل کے ڈرم سمگل کئے جارہے تھے۔ بس کے کھائی میں گرتے ہی انہوں نے آگ پکڑلی اور بس کے مسافران بھسم ہوکر رہ گئے۔ یہ اور اس قسم کے روزانہ کے واقعات۔

پھر ملک بھر میں چوری، ڈاکہ، راہزنی کی وارداتیں، آبروریزیاں، قتل وغارت کا طوفان جو تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ ہر پاکستانی کی زندگی اجیرن بنا دی گئی ہے۔ سوشل میڈیا اور اخبارات کی خبروں پر نظر پڑتے ہی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ ہر پاکستانی دم بخود ہے۔ مہنگائی کے جن نے خونخوار پنجے پاکستانیوں کی گردنوں میں گاڑھ رکھے ہیں۔ پٹرول کی قیمتیں آسمانوں پر پہنچی ہیں۔ اشیاء زندگی بازار سے خریدنا موت کو بلانے کے برابر ہوگیا ہے۔ ڈالر کی اڑان فلک بوس ہوگئی ہے۔ اس کی ایک چھلانگ چار سو کھرب کی پاکستان کے قرض میں اضافہ کی خبر لاتی ہے۔

عمران خان دھول اڑانے میں بلند پروازی میں مست بلکہ سرمست ہیں، شہباز شریف اپنوں کی سابقہ کمائی کو کوثر وتسنیم سے دھونے کے لئے دن رات ایسے سرگرم عمل ہیں کہ زمین پر ان کے قدم نہیں لگتے۔ آئی۔ ایم۔ ایف نے قرضہ دینے کے لئے وہ شرائط لگادی ہیں کہ مستقبل قریب میں سانس لینا بھی دوبھر ہوجائے گا۔ پاکستان پر قرضوں نے وہ چڑھائی کررکھی ہے کہ ہمیں سود کی اقساط کی ادائیگی کے لئے ان کی مرضی کی شرائط پر مزید قرضہ لینا پڑتا ہے۔ قرض اترنے کی بجائے روز بروز بڑھتا، چڑھتا جارہا ہے۔

گورنمنٹ سے لے کر اپوزیشن تک، سول سے لے کر اسٹیبلشمنٹ تک، خواص سے عوام تک، سبھی خطرات کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر گتھی سلجھانا کسی

کے بس میں نہیں۔

پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام کے لئے امریکہ بہادر پاکستان کوافغانستان کے مقابلہ میں جھونکنا چاہتا ہے تاکہ پاکستان کو سی پیک کی سزادی جاسکے اور افغانستان کو امریکہ سے گستاخانہ رویہ کے ارتکاب پر سبق پڑھایا جاسکے۔میدان جنگ پاکستان وافغانستان بنے اور امریکہ دور کھڑا چائنہ کو باور کراسکے کہ ہمارے مقابلہ پر اس خطہ میں سرمایہ کاری کے یہ نتائج ہوا کرتے ہیں؟

انڈیا کی رال ٹپک رہی ہے کہ پاکستان کا افغانستان سے الجھاؤ بڑھے اور ہمیں اپنے پیچ لڑانے اور پٹخنی دینے کا سنہری موقع میسر آئے۔آج ۷ر فروری ۲۰۲۳ءکو پاکستان کے اخبارات میں برطانیہ کے فنانشل ٹائمز کا پاکستان کے بارہ میں تجزیہ شائع ہوا ہے کہ(۱) پاکستان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے،(۲) ڈیفالٹ سے بچانے کے لئے سخت چیلنجز درپیش ہیں۔ ملک کی کرنسی بری طرح گرچکی ہے۔(۳) جوہری طاقت اور اس کے قرض دہندگان ڈیفالٹ سے بچنے کے لئے سخت اقدامات کررہے ہیں۔(نوائے وقت ملتان ص۱،۷ر فروری ۲۰۲۳ء)

سیاسی لیڈر استعفیٰ دے کر پھر ضمنی الیکشن میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔ذرا حیاء نہیں آتی کہ اگر ممبر بننا ہے تو پھر استعفیٰ کیوں دیا تھا محض ملک کو الیکشن کے خرچے سے زیر بار کرنے کے لئے،حکومت سیاسی مخالفین کو تگنی کا ناچ نچوانے کے لئے ڈنڈ پیل رہی ہے۔اپوزیشن میدان میں اپنی اچھل کود سے مقابلہ کے لئے للکار رہی ہے۔اس افراتفری میں خبر آتی ہے کہ سویڈن نے سرکاری سطح پر اہانت قرآن مجید کا اجازت نامہ دے کر اہانت کا ارتکاب کرایا۔ پوری دنیا کا مسلمان ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھا ہے،لیکن کفار کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی:

”ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے“

....

ترکی،شام،لبنان میں زلزلہ

۶ر فروری ۲۰۲۳ء صبح چار بجے ترکی،شام،لبنان میں ۷.۹ شدت کا زلزلہ آیا۔ ہر طرف تباہی پھیل گئی۔عمارتیں ملبہ کا ڈھیر بن گئیں۔ ہزاروں افراد لقمۂ اجل بن گئے۔زخمی اس کے علاوہ ہیں۔ پروازیں معطل ہوئیں،سکول بند کردیئے، ملبے تلے دبے افراد کی چیخ وپکار نے دل دہلادیئے۔گیس کی پائپ لائنوں نے آگ پکڑلی۔جس نے تباہی کو دوچند کردیا۔پورے خطہ میں سوگ کی کیفیت طاری ہے۔دنیا بھر کے ممالک اظہار ہمدردی اور مدد کے لئے اعلان کررہے ہیں۔جہاں زلزلہ آیا ہے وہاں قیامت کا منظر ہے۔حق تعالیٰ انسانیت پر ترس فرمائیں اور سب کو ناگہانی مصیبت سے محفوظ رکھیں۔ زخمیوں کو حق تعالیٰ صحت کاملہ سے سرفراز فرمائیں۔پسماندگان کی قدرت دستگیری فرمائے۔اللہ رب العزت پوری انسانیت کو امن وسکون کی نعمت نصیب فرمائیں۔آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

رمضان المبارک...... مغفرت و رحمت کا مہینہ

مولانا مفتی خالد محمود، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے، ہر مسلمان اس بہار سے اپنی اپنی توفیق اور استطاعت کے مطابق فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہ مہینہ رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے، یہ مہینہ مغفرت کا مہینہ ہے کہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رحمتوں اور برکتوں سے نوازتے ہیں، ان کی مغفرت فرماتے ہیں، انہیں جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا کرتے ہیں۔ اس ماہ میں شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ: ’’اے نیکی کے طلب گار آگے بڑھ، اور اے شر کے چاہنے والے پیچھے ہٹ جا۔‘‘ اس لیے اس ماہ میں نیک عمل اور خیر کے کام بڑھ جاتے ہیں اور معصیت میں کمی آجاتی ہے۔

اس ماہ مبارک کو کس طرح گزارنا چاہیے، اس ماہ کی خاص عبادات کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں چند باتیں پیش خدمت ہیں:

روزہ:

اس ماہ کی خاص عبادت روزہ ہے اور اس روزہ سے مقصد تقویٰ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرماتے ہیں: ’’ہر نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔‘‘ (بخاری، مسلم)

تمام عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ان کا بدلہ عطا فرمائیں تو روزہ میں ایسی کیا خاص بات ہے جس کے لئے کہا جا رہا ہے کہ: ’’روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔‘‘

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ مرتضیٰ زبیدی نے چند اقوال نقل کئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے: کھانے پینے سے بے نیازی حق تعالیٰ کی شان ہے بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے کچھ مشابہت حاصل کرتا ہے، اس لئے فرمایا گیا کہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ عام عبادات اور طاعات کا قانون یہ ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس میں یہ قانون نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی جود و سخا کا اظہار فرماتا ہے اور روزہ دار کو بے حد وحساب اجر دیتا ہے وجہ ظاہر ہے کہ روزہ صبر ہے اور صبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’صبر کرنے والوں کو بے حد وحساب اجر دیا جائے گا۔‘‘ نماز، روزہ، حج وغیرہ ظاہری اشکال رکھتے ہیں، مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی کوئی ظاہری شکل نہیں ہے اس لئے اس میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی، چنانچہ بیہقی اور ابونعیم کی روایت میں اس کی تصریح بھی ہے، روزہ میں دکھلاوا نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میرا ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ میری وجہ سے ہی اپنے کھانے پینے کو چھوڑتا ہے۔ (شرح احیاء العلوم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جس نے ایمان کے جذبہ اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کا روزہ رکھا اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔‘‘ (بخاری، مسلم)

روزہ ترک کرنا:

روزہ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد و عورت پر فرض ہے، بلا عذر اس کا چھوڑنا گناہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے اس کی تلافی نہیں کرسکتا (یعنی دوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہوجائے گا مگر رمضان المبارک کی برکت وفضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں)۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

بہت سے حضرات معمولی، معمولی باتوں پر روزہ چھوڑ دیتے ہیں شریعت میں عذر یا تو سفر ہے کہ سفر کی مشقت کی وجہ سے اجازت ہے چاہے تو روزہ رکھے یا چھوڑ دے لیکن جتنے روزے چھوڑے گئے ان روزوں کی قضا بعد میں لازمی ہے اسی طرح وہ

بیماری جس میں روزہ کی وجہ سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہوتو روزہ چھوڑا جاسکتا ہے، اگرایک شخص اتنا بوڑھا ہو کہ وہ روزہ رکھ کر اسے پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہو اسے بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن وہ اپنے روزوں کا فدیہ دے گا۔ ہر روزہ کا فدیہ صدقۃ الفطر کے برابر ہے۔ اسی طرح اگر عورت حالت حمل میں ہو یا وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اتنا ضعف ہوجائے کہ اس کی یا بچے کی جان کو خطرہ لاحق ہو تو اس عورت کو بھی روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے لیکن بعد میں اس کے ذمہ بھی قضا لازم ہے۔ یہاں یہ مسئلہ بھی ذہن میں رہے کہ عورت کے لئے عذر کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں جس طرح کہ ان دنوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن یہ یاد رہے کہ ان دنوں کی نمازوں کی قضا نہیں لیکن روزوں کی قضا ضروری ہے بہت سی عورتوں کے ذہن میں یہ ہے کہ نماز کی طرح روزوں کی قضا بھی نہیں یہ غلط ہے۔ اہتمام سے بعد میں ان روزوں کو قضا کی نیت سے رکھنا چاہیئے۔

تراویح:

رمضان المبارک کے مقدس مہینے کی دوسری اہم اور خاص عبادت تراویح ہے حدیث شریف میں روزہ کی طرح تراویح کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے روزے کو فرض کیا اور اس میں رات کے قیام کو نفلی عبادت بنایا۔‘‘ (مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے ایمان کے جذبہ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے، جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔‘‘ (بخاری، مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’روزہ اور قرآن بندے کی سفارش کرتے ہیں روزہ کہتا ہے، اے رب! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کریم کہتا ہے میں نے اس کو نیند سے محروم رکھا (یعنی رات کو تراویح میں قرآن کریم پڑھتا یا سنتا تھا) اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ ان دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ)

اس لئے تراویح سنت مؤکدہ ہے اور تراویح کی عبادت کو بھی خاص اہتمام کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔

سحری کھانا:

سحری کھانا بھی سنت ہے حدیث میں اس کی ترغیب دی گئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’سحری کھایا کرو کیوں کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔‘‘ (مسلم)

سحری میں تاخیر کرنا یعنی آخری وقت میں سحری کھانا افضل ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میری اُمت خیر پر رہے گی جب تک سحری کھانے میں تاخیر اور روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔‘‘ (مسند احمد)

اس تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے سحری کھالے۔ بہت سے لوگ رات کو ہی کھانا کھا کر سوجاتے ہیں اور اسی وقت نیت کر لیتے ہیں، یہ درست نہیں، سحری کے وقت اٹھنا چاہیئے اگر بھوک نہ ہو تو سحری کی نیت سے ایک دو لقمے یا پانی، دودھ وغیرہ کے چند گھونٹ ہی لے لے تا کہ سحری کھانے کا ثواب مل جائے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑے سائرن بجنے یا اذان کا انتظار کرتے ہیں اگر اسے کوئی شریعت کا حکم یا ثواب سمجھا جاتا ہے تو یہ بے اصل بات ہے اگر صبح صادق سے قبل سحری کھا کر فارغ ہوگئے تو سحری کا حکم پورا ہوگیا اور یہ مسئلہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بہت سے حضرات اذان فجر تک کھاتے پیتے رہتے ہیں اور بہت سے افراد کو یہ کہتے سنا کہ اذان کے ختم ہونے تک کھانے پینے کی اجازت ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ صبح صادق ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہوجاتا ہے، شہروں میں عموماً اس وقت سائرن بجانے کا معمول ہے جبکہ اذان اس کے بعد ہوتی ہے اگر اذان سے قبل صبح صادق ہوگئی اور اذان بعد میں دی جارہی ہے تو اذان تک کھانا پینا جائز نہیں اس سے روزہ نہیں ہوگا ہاں اگر کسی جگہ صبح صادق ہوتے ہی فوراً اذان ہوجاتی ہے تو اذان کا پہلا کلمہ سنتے ہی کھانا پینا چھوڑ دینا چاہیئے اذان کے ختم ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

افطار:

غروب ہوتے ہی افطار کرنا چاہیئے افطار میں جلدی کرنے کا حکم ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔‘‘ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، چونکہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔‘‘ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:''مجھے وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جوافطار میں جلدی کرتے ہیں۔''(ترمذی، مشکوٰۃ)

لیکن افطار کرتے وقت غروب ہوجانے کا یقین ہونا چاہئے اتنی جلدی بھی نہ کی جائے کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوااور روزہ افطار کرلیا اگر ایک منٹ قبل بھی روزہ افطار کرلیا تو یہ روزہ نہیں ہوا اس کی قضا لازمی ہے۔کسی روزہ دار کو افطار کرانے کا بھی بڑا ثواب ہے آقائے نامدار، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی نہ ہوگی۔صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اسے بھی عطا فرمائیں گے جو ایک کھجور سے افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلادے۔''(بیہقی)

چار عمل:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کروگے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتے پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ کو راضی کروگے وہ یہ ہیں لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا اور استغفار کی کثرت اور دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہوسکتے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔''(بیہقی، مسند ابن خزیمہ) اس لئے اس ماہ میں لا الہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت اور جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے۔

معاصی سے اجتناب:

اس ماہ میں روزہ کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے ہر روزہ دار اس کی پوری کوشش کرتا ہے کہ تنہائی میں جہاں اللہ کے علاوہ اسے کوئی دیکھنے والا نہیں کھانے پینے سے اجتناب کرے، حتیٰ کہ سخت بھوک پیاس کی حالت میں بھی ایک قطرہ حلق سے نیچے اترنے نہیں دیتا لیکن یہی روزہ دار گناہوں سے، اللہ کی نافرمانی سے، معصیت سے، غیبت، چغل خوری، دوسروں کو ایذا دینے، جھوٹ بولنے، کان، آنکھ اور دیگر اعضاء کو غلط جگہ استعمال کرنے سے نہیں بچتا اور اس طرح اپنے روزہ کو ضائع کردیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پورے مہینے روزے رکھنے کے باوجود تقویٰ کی معمولی سی رمق بھی دل میں پیدا نہیں ہوتی، پورے مہینے عبادت میں گزارنے کے باوجود ہمارے دل کی کیفیت وہی ہوتی ہے، گناہوں سے بے رغبتی اور طاعت وعبادت کی طرف رغبت پیدا نہیں ہوتی اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اس ماہِ مبارک میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے، حلال رزق کا اہتمام اور حرام سے اجتناب نہیں کرتے، تو ہماری عبادات، طاعات، ذکرواذکار کے کوئی اثرات مرتب نہیں ہوتے، خود سوچئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر حلال کھانے پینے اور حلال وجائز خواہشات سے تو رک گئے لیکن جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام اور ناجائز قرار دیا، جن کو اپنے غضب کا موجب بتایا، ان سے ہم نہ بچتے ہیں نہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر روزہ کے فوائد ہمیں کیسے حاصل ہوں، خدارا! گناہوں اور معاصی سے آلودہ کرکے اپنی عبادات وطاعات خصوصاً روزے کے فوائد کو ضائع مت کیجئے۔یہی وجہ ہے کہ جس روزے سے یہ مقصد حاصل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی کوئی قدر قیمت نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔''(بخاری)

نیز''جو روزہ دار فحش کام (گالی گلوچ اور بے شرمی کی باتیں) اور جھوٹ سے نہیں بچتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے ترک کرنے سے کوئی سروکار نہیں۔''(طحاوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ روزہ تو درحقیقت بے ہودہ اور بے حیائی کی باتوں اور کاموں سے رکنے اور بچنے کا نام ہے پس اگر کوئی تمہیں گالی دے یا تمہارے ساتھ بدتمیزی کرے تو کہہ دو میرا روزہ ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''بہت سے روزے دار ہیں جن کو سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اسے پھاڑا نہ جائے، صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ! روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ اور غیبت سے۔''

ان تمام احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ کا مقصد مجاہدہ نفس ہے تاکہ نفس کی اصلاح ہو اور وہ رذائل سے پاک ہوکر فضائل سے آراستہ ہو اس لئے ہر وہ بات اور ہر وہ کام منع کردیا گیا ہے جو

اس مقصد میں حائل ہو اور رکاوٹ کا باعث بنے۔

اور یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ جس طرح خاص مقامات اور خاص اوقات میں عبادات کا ثواب اور درجہ بڑھا دیا جاتا ہے، اسی طرح ان مقامات اور ان اوقات میں گناہ کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اگر اس ماہ مبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے تو گناہ کا وبال بھی اسی کے مطابق ہوگا اس لئے بھی اس ماہ میں گناہ سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

اس ماہ کو خیر خواہی اور غم خواری کا مہینہ قرار دیا گیا ہے اس لئے اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔ غصہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں ایک مؤمن کا لائحہ عمل یہ ہونا چاہئے۔

ماہِ مبارک اپنے جلو میں ہزار ہا رحمتیں اور برکتیں لے کر ہمیشہ آتا رہا ہے، آئندہ بھی انشاء اللہ آئے گا مگر کون جانتا ہے کہ اگلا رمضان المبارک ہم میں سے کس کو نصیب ہوگا، اس لئے ہم میں سے ہر شخص کو اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کی پذیرائی اس طرح کرنی چاہئے کہ گویا یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہے۔

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال (روزہ، تراویح، تلاوت قرآن کریم، ذکرِ الٰہی، دعا و استغفار) کا خصوصی اہتمام کیا جائے، اس سراپا نور مہینے میں جس قدر نورانی اعمال کئے جائیں گے، اسی قدر روح میں لطافت، بالیدگی اور قلب میں نورانیت پیدا ہوگی۔ خصوصاً قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کیونکہ اس ماہ کو قرآن کریم سے خاص نسبت ہے، اسی ماہ میں قرآن کریم نازل ہوا۔

اس مہینے میں جھوٹ، بہتان، غیبت، حرام خوری اور دیگر تمام آلودگیوں سے پرہیز کا پورا اہتمام کیا جائے، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنے اور غلط کام کرنے سے پرہیز نہ کرے، اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، نعوذ باللہ! روزے کی حالت میں کان کی، آنکھوں کی، پیٹ کی، شرم گاہ کی اور دیگر اعضاء کی حفاظت لازم ہے۔ الغرض اس مہینے میں گناہوں کا ترک کرنا لازم ہے، اور اگر ذرا سی ہمت سے کام لیا جائے تو ان چند دنوں میں گناہوں کا چھوڑنا بہت آسان ہے۔ جہاں گناہوں سے پرہیز لازم ہے، وہاں بے فائدہ اور لایعنی مشاغل سے بھی احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ بے مقصد کے مشغلے انسان کو مقصد سے ہٹا دیتے ہیں۔

اس ماہِ مبارک میں قلوب کا تصفیہ بھی بہت ضروری ہے، جس دل میں کینہ، حسد، بغض، عداوت کا کھوٹ اور میل جمع ہو، اس پر اس ماہ مبارک کے انوار کی تجلی کما حقہ نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث کے مطابق رمضان المبارک کی راتوں میں سب لوگوں کی بخشش ہو جاتی ہے مگر ایسے دو شخص جو ایک دوسرے سے کینہ وعداوت رکھتے ہوں، ان کی بخشش نہیں ہوتی۔

اس لئے تقاضائے بشریت کی بنا پر جو آپس میں رنجش ہو جاتی ہے، ان سے دِل صاف کر لینا چاہئے اور اس ماہِ مبارک میں کسی دوسرے مسلمان سے کینہ وعداوت نہیں رہنی چاہئے۔

ماہِ مبارک کا دِل وزبان اور عمل سے احترام کرنا بھی لازم ہے، اپنی معصیت اور نافرمانی کے مظاہرہ سے اس کو ملوث (آلودہ) نہ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان کو ہمدردی وغم خواری کا مہینہ فرمایا ہے، اس لئے اس مہینے میں جود وسخا اور عطاء وبخشش عام ہونی چاہئے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطا فرمائی ہے، وہ اس مہینے میں تنگ دستوں اور محتاجوں کی بطور خاص نگہداشت کریں۔ خصوصاً موجودہ حالات میں غرباء، مساکین اور محتاج لوگوں کو خصوصاً وہ سفید پوش لوگ جو ضرورت مند ہیں، لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے، ایسے لوگوں کو تلاش کر کے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔

اس ماہِ مبارک کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے، رمضان مبارک کو گزرنے نہ دیجئے جب تک ملأ اعلیٰ میں ہماری بخشش ومغفرت کا اعلان نہ ہو جائے، توبہ واستغفار، بارگاہ خداوندی میں عجز ونیاز اور آہ وزاری میں کسر نہ چھوڑیئے بلکہ ساری عمر کی حسرتیں نکال لیجئے، ذکر وتسبیح، صلوٰۃ وسلام، تکبیر وتہلیل خصوصاً تلاوت قرآن پاک سے اپنے اوقات کو معمور رکھئے۔

تہجد کے وقت اُٹھنا اور سحری کھانا تو معمولات میں داخل ہی ہے کوشش کیجئے کہ اس ماہِ مبارک میں آپ کی نمازِ تہجد فوت نہ ہو، خواہ دو ہی رکعتیں پڑھنے کا موقع ملے مگر ”آہ سحر گاہی“ کرنے والوں کی فہرست میں اپنا نام ضرور درج کرا لیجئے۔

تراویح تو رمضان المبارک کی خاص نماز ہے لیکن آپ کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ کم از کم

رمضان مبارک میں آپ کی کسی نماز کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہو۔

ٹی وی، وی سی آر اور دیگر تمام لغو تفریحات کو خیر باد کہہ دیجئے اور عزم کر لیجئے کہ اس ماہِ مقدس کو اپنے گناہوں کی نجاست اور گندگی سے آلودہ نہیں کریں گے۔

ماہِ مبارک قبولیت دعا کا خاص موسم ہے، مانگنے والوں کو ملتا ہے اور خوب ملتا ہے۔ مانگنے والوں کی حیثیت کے مطابق نہیں بلکہ دینے والا اپنی شان کے مطابق دیتا ہے، مگر کوئی چاہئے مانگنے والا۔ اس ماہِ مبارک میں ''کائنات کے داتا'' کے دروازے پر جتنا مانگا جا سکے مانگئے، خوب رو رو کر مانگئے، مچل مچل کر مانگئے، اپنے لئے بھی اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کے لئے بھی، اُمت مرحومہ کے بلند پایہ اکابر کے لئے بھی اور اُمت کے گناہ گاروں کے لئے بھی۔

آج کل ملک بلکہ پوری دنیا کے خصوصاً عالم اسلام کے جو حالات چل رہے ہیں، ان حالات میں اور زیادہ ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی معافی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کریں۔ اپنے گناہوں پر معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ پوری اُمت مسلمہ کے مردوں اور عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں سب کے لئے مغفرت طلب کریں، بس اس رمضان کو تو اُمت کے لئے استغفار کرنے کے لئے خاص کر لیں۔ تلاوت قرآن کریم، نماز، صدقہ وخیرات اور ہر نیکی کے بعد اللہ رب العزت کے حضور آنسو بہا بہا کر مغفرت طلب کریں۔ اپنے گناہوں پر معافی مانگنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

چکڑالہ میانوالی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

چکڑالہ مشہور علاقہ ہے۔ سلسلہ اویسیہ کی نامور شخصیت مولانا اللہ یار خانؒ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے، رفض وخروج کے مقابلہ میں تین علمائے کرام حضرت مولانا محمد نافعؒ جامعہ محمدی شریف جھنگ اور اب ضلع چنیوٹ، مولانا سیّد احمد شاہ چوکیرویؒ ان کی عظیم الشان خدمات کی وجہ سے اس وقت کے علمائے کرام نے انہیں امام پاکستان کا لقب دیا۔ تیسری شخصیت مولانا اللہ یار خانؒ کی تھی۔ آپ نے روافض کے مقابلہ میں جاندار اور شاندار تحریری سرمایہ چھوڑا۔ ان کی چند تصنیفات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ردِ رفض الدین الخالص، ایمان بالقرآن، تحقیق حلال وحرام بجواب متعہ اور اسلام، شکست اعدا، حسینؓ، داماد علیؓ، بنات رسول، تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین، فقہ جعفریہ کی تاریخی سرگزشت، مناظرانہ ذوق کے ساتھ ساتھ تصوف کے سلسلہ اویسیہ کے شیخ تھے۔ آپ کے شیخ مخدوم مولانا عبدالرحیم لنگر مخدوم چنیوٹ سے تھے، ان سے فیوض و برکات حاصل کیں اور بڑا نام کمایا۔ مولانا محمد اکرم اعوان، پروفیسر بنیاد حسین شاہ، مرزا احسن بیگ، مولانا محمد حسن مرحوم ژوب بلوچستان نے آپ سے سلسلۂ اویسیہ کے اسباق حاصل کر کے خلیفہ بنائے گئے۔ اللہ پاک نے آپ کو دو بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا، جو پڑھ لکھ کر پروفیسر بنے۔ مولانا عبدالرؤف ان کا اسم گرامی ہے۔ مولانا اللہ یار کی پیدائش ۱۹۰۴ء میں ہوئی اور وفات ۱۹۸۲ء میں آپ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید اور ان کے جامعہ امینیہ کے فاضل تھے۔ اس وقت ان کے پوتے مولانا عبدالباسط ان کی نیابت فرما رہے ہیں۔ چکڑالہ کے ایک منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی تھے۔ اس کا تعاقب فاضل دیوبند مولانا قمرالدین نے بھرپور علمی انداز میں کیا کہ اسے دم دبا کر بھاگنا پڑا اور میانوالی میں مرا اور میانوالی میں مدفون ہوا، اس کی قبر نشانِ عبرت ہے۔ مولانا اللہ یار خان چکڑالویؒ کی مسجد میں ۱۳رفروری ظہر سے عصر تک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور تلہ کنگ کے مولانا عبیدالرحمٰن چکڑالہ مجلس کے راہنما مولانا مفتی کفایت اللہ و دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔ اس کانفرنس کا اہتمام بزم شیخ الہند نے کیا۔ یہ کانفرنس ۲۶رفروری ۲۰۲۳ء کو پچپند تلہ کنگ میں ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی دعوت کے سلسلہ میں منعقد ہوئی۔ پچپند کانفرنس آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے بعد بڑی کانفرنسوں میں شمار ہوتی ہے، تلہ کنگ قادیانیوں کے سمجھا جانے والے علاقہ میں ۱۲ کنال زمین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر خریدی اور کانفرنس کا دس سال پہلے آغاز کیا۔ اس زمانہ میں اس علاقہ میں قادیانی پاورفل تھے۔ پُرزور تعاقب اور بائیکاٹ کی وجہ سے قادیانی یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خواتین اور بچوں کا روزہ!

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔'' (التحریم:۶)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو، اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ، اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِیَةٌ فِيْ بَیْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِیَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَیِّدِهٖ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ، قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ أَبِیْهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ، وَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ۔'' (صحیح البخاری، الرقم:۸۹۳)

ترجمہ: ''تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔ امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگراں ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا اور تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ اور حدیث نبویہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر کلمہ گو نے اپنے اپنے تعلق اور واسطہ والوں کی درجہ بدرجہ فکر کرنی ہے کہ وہ سب کے سب بھی پورے دین پر چلنے والے بن جائیں، وہ سب بھی اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر زندگی کی ترتیب بنانے والے بن جائیں، چنانچہ حالیہ تقاضے کے مطابق ہم نے اپنے بیوی بچوں اور ماتحتوں کی بھی فکر کرنی ہے کہ وہ سب بھی اس آنے والے ماہِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے بن جائیں، روزہ بھی رکھیں اور جو روزے سے مقصود ہے، یعنی: تقویٰ کا حصول، اس کی فکر اور بھاگ دوڑ میں بھی لگنے والے ہو جائیں، چنانچہ ذیل میں بچوں اور عورتوں سے متعلق روزوں کے جو احکامات ہیں مختصر انداز میں ذکر کیے جائیں گے:

روزے کی فرضیت کا تعلق بلوغت سے ہے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، لڑکے اور لڑکی پر بالغ ہونے کے بعد نماز ادا کرنا اور روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے، بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ لڑکے کو احتلام یا انزال ہو جائے اور لڑکی کو حیض آ جائے، یا وہ حاملہ ہو جائے، اگر بلوغت کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو پندرہ سال کی عمر ہونے پر انہیں بالغ تسلیم کیا جائے گا اور ان پر نماز اور روزہ رکھنا فرض ہوگا۔

البتہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ جب بچہ/ بچی سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دیا جائے، اور دس سال کے ہونے پر نماز نہ پڑھنے پر سرزنش کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح بالغ ہونے سے پہلے بھی اگر اندازہ ہو جائے کہ بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت پیدا ہو چکی ہے، اور روزہ رکھنے سے اس کو کوئی ضرر یا شدید تکلیف لاحق نہیں ہوگی، تو سمجھا بجھا کر اس کو روزہ رکھوانے کی کوشش کی جائے گی، اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو اس کی تحمل وبرداشت کے موافق روزہ رکھنے کی تاکید کی جائے گی، تاکہ اس کی عادت بن جائے اور بالغ ہونے کے بعد اس

کے لیے روزہ رکھنے میں دشواری نہ ہو۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ حکایت صحابہؓ میں لکھتے ہیں: (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے) کمسن اور نوعمر بچوں میں جو دین کا (اور اپنے آپ کو دین پر قربان کردینے کا) جذبہ تھا وہ حقیقت میں ان کے بڑوں کی پرورش کا ثمرہ تھا، (ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے) اگر ماں باپ اور دوسرے اولیاء (سرپرست) اولاد کو شفقت میں کھودینے اور ضائع کردینے کی بجائے شروع ہی سے ان کی دینی حالت کی خبرگیری اور اس پر تنبیہ رکھیں تو دین کے امور بچوں کے دلوں میں جگہ پکڑیں اور بڑی عمر میں جاکر وہ چیزیں ان کے لیے بمنزلہ عادت کے ہوجائیں۔ لیکن ہم لوگ اس کے برخلاف بچے کی ہر بری بات پر بچہ سمجھ کر چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ زیادہ محبت کا جوش ہوتا ہے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور دین میں جتنی کوتاہی دیکھتے ہیں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ بڑے ہوکر سب درست ہوجاوے گا۔ حالانکہ بڑے ہوکر وہی عادات پکتی ہیں جن کا شروع میں بیج بویا جاچکا ہے آپ چاہتے ہیں کہ بیج چنے کا ڈالا جائے اور اس سے گیہوں پیدا ہو، یہ مشکل ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بچے میں اچھی عادتیں پیدا ہوں، دین کا اہتمام ہو، دین پر عمل کرنے والا ہو تو بچپن ہی سے اس کو دین کے اہتمام کا عادی بنائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچپن ہی سے اپنی اولاد کی نگہداشت فرماتے تھے اور دینی امور کا اہتمام کراتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی اور روزہ سے نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: ''وَیْلَکَ وَصِبْیَانُنَا صِیَامٌ، فَضَرَبَهُ۔'' (صحیح البخاری، الرقم:۱۹۶۰) تیرا ناس ہو، ہمارے تو بچے بھی روزہ دار ہیں۔ یعنی: تو اتنا بڑا ہوکر بھی روزہ نہیں رکھتا، اُس کو اسّی کوڑے شراب کی سزا میں مارے، اور مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم فرماکر ملک شام کو چلتا کردیا۔

حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ، مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ، أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ۔'' (صحیح البخاری، الرقم:۱۹۶۰)

ترجمہ: ''حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اعلان کرایا کہ آج عاشورہ کا دن ہے، سب کے سب روزہ رکھیں۔ ہم لوگ اس کے بعد سے ہمیشہ روزہ رکھتے رہے، اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے، جب وہ بھوک کی وجہ سے رونے لگتے تو روئی کے گالے کے کھلونے بنا کر ان کو بہلایا کرتے تھے اور افطار کے وقت تک اسی طرح اُن کو کھیل میں لگائے رکھتے تھے۔''

بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مائیں دودھ پیتے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں، اگرچہ اُس وقت قویٰ نہایت قوی تھے، اور اب بہت ضعیف، وہ لوگ اور وہ بچے اس کے متحمل تھے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جتنے کا اب تحمل ہے، وہی کہاں کیا جاتا ہے، تحمل کا دیکھنا تو نہایت ضروری ہے، مگر اب جس کا تحمل ہو اس میں کوتاہی یقیناً نامناسب ہے۔

بچوں کو روزہ کی عادت ڈالنے کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کرنا فائدہ مند رہے گا:

[1] دس سال اور اس سے بڑی عمر کے بچوں کو سحری میں ضرور اٹھائیں، اور اپنے ساتھ سحری میں شریک کریں۔

[2] تمام نمازوں میں اور بالخصوص تراویح میں باپ انہیں سمجھا کر مسجد میں اپنے ہمراہ لے کر جائے۔

[3] افطاری کے وقت انہیں اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھائیں، اور اس وقت روزہ کھلنے تک اُنہیں کچھ بھی نہ کھانے دیں اور نہ پینے دیں۔

[4] جس دن وہ پہلا روزہ رکھیں، اُس دن اُن کی حوصلہ افزائی کے لیے افطار پارٹی کا نام دے کر کوئی ہلکا پھلکا گھر کے اَفراد میں ہی ایک ماحول بنائیں۔ بچے کی تعریف کریں، اُس کو شاباش دیں، ہر کسی کے سامنے بچے کی موجودگی میں اُس کے روزہ رکھنے کا تذکرہ کریں۔

[5] بچہ روزہ نہ بھی رکھے تب بھی دن کے جتنے حصے میں روزہ رکھنے کی قدرت ہو بغیر کھائے پیے وقت گزروائیں۔

[6] بچے کو روزہ نہ رکھنے کی صورت میں جب کھانے پینے کی حاجت ہو تو اُسے اس کا عادی بنائیں کہ وہ سب کے سامنے نہ کھائے پیے۔

[7] روزانہ خود تلاوت قرآن پاک کرتے وقت بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر تلاوت قرآن کا عادی بنائیں۔

[8] روزہ رکھنے کی صورت میں دن میں اُس کے سونے کی ترتیب ضرور بنائیں۔

[9] بچوں میں روزے رکھنے کا مقابلہ کروایا جائے، اور روزے رکھنے والوں کو مناسب انعام بھی دیا جائے۔

[10] اگر بچہ روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس پر کوئی قضا یا کفارہ نہیں ہے۔

عورتوں کا روزہ

بالغ بچی پر بھی رمضان کے روزے فرض ہیں، جس کا اہتمام کرنا خود اس پر بھی اور اس کے والدین پر بھی ضروری ہے اور جو نابالغ بچی ہو اُس کو بھی سابقہ تفصیلات کے مطابق روزہ رکھنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ رمضان المبارک کے روزوں سے متعلق عورتوں کے کچھ خاص مسائل ہیں، جو ذیل میں ذکر کیے جا رہے ہیں، جن مسائل کا سمجھنا دشوار ہو یا مزید کوئی بات قابل استفسار ہو وہ اپنے محرم مردوں کے ذریعے معتمد مفتیان کرام سے دریافت کر لی جائے۔

[1] ماہ رمضان میں جب کسی عورت کے ''مخصوص ایام'' شروع ہو جائیں تو اُن دنوں میں رمضان کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، بعد میں اُن دنوں کی قضا کرنا لازم ہے، جب تک وہ قضا نہ کر لے، وہ روزے اس کے ذمہ باقی رہیں گے، صرف توبہ و استغفار سے معاف نہیں ہوں گے۔ اُن روزوں کی قضا میں عورتوں میں بہت سستی دیکھنے میں آتی ہے، یہ قابلِ افسوس امر ہے، اِس کے سدباب کی ضرورت ہے، موت سے قبل ہی اِس کی فکر کرنا اور ترتیب بنانا ضروری ہے۔

[2] عورتوں کا رمضان کے روزے رکھنے کی غرض سے ایسی ادویات کا استعمال کرنا، جن سے ماہواری رک جاتی ہے، جسمانی اعتبار سے اُن کے انتہائی نقصان دہ ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے، لیکن اِس کے باوجود اگر کوئی عورت وہ ادویات استعمال کر لے اور اُس کو ماہواری نہ آئے اور وہ روزے رکھ لے تو یہ رکھے جانے والے روزے درست ہیں۔

[3] اگر کسی عورت کو روزے کی حالت میں دن کے کسی بھی حصے میں ماہواری شروع ہو جائے تو وہ روزہ فاسد ہو جائے گا، اِس کے بعد کھانے پینے کی اجازت ہوگی، اور اِس روزے کی قضا بھی بعد میں لازم ہوگی۔

[4] رمضان کے کسی دن کے کسی بھی حصے میں ماہواری سے پاکی ہوگئی تو غروبِ آفتاب تک روزے داروں کی مشابہت اختیار کرنا، یعنی: کچھ بھی کھائے پیے بغیر رہنا واجب ہے، (لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی کے سامنے نہ کھائے پیے) اور اُس دن کے روزے کی قضا بھی لازم ہوگی۔

[5] ماہواری تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو تو اُن دنوں میں روزہ رکھنا لازم ہے۔

[6] حاملہ عورتوں کے لیے روزہ رکھنے میں اُصول یہ ہے کہ اگر اُس کو غالب گمان ہو کہ روزہ رکھنے سے خود اُس کی یا بچے کی جان کو نقصان پہنچے گا تو روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے، بعد میں قضا کرنا لازم ہوگی۔

[7] حاملہ عورت نے روزہ رکھا ہوا تھا لیکن کوئی ایسی بات پیش آگئی کہ جس سے اپنی جان یا بچے کی جان جانے کا غالب اندیشہ ہو تو روزہ توڑ دینا درست ہے، بعد میں صرف قضا لازم ہوگی۔

[8] کسی کا دودھ پیتا بچہ ہو اور اُسے دودھ پلانے میں حد درجہ مشقت ہو، اور ایسی کمزوری پیدا ہو جاتی ہو کہ روزہ رکھنا ناممکن یا بہت زیادہ دشوار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں بھی روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے، بعد میں اُن کی صرف قضا کرنا لازم ہوگا۔

[9] اگر کسی عورت کا شوہر سخت مزاج ہو اور سالن وغیرہ میں نمک کی کمی وبیشی پر وہ جھگڑا کرتا ہو تو ایسی عورت کے لیے سالن پکانے میں معمولی سا نمک چکھ کر تھوک دینا درست ہے، اِس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

[10] روزے کی حالت میں سرمہ، سرخی، پاؤڈر وغیرہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

[11] عورتیں روزے کی حالت میں گھر کے کام وکاج کے ساتھ بہت سے خیر کے کاموں کو کر سکتی ہیں، مثلاً: سحری بنانے کے لیے جب اُٹھیں تو پہلے حسب توفیق دو، چار، چھ یا آٹھ رکعت پڑھ لے، کچھ تلاوت قرآن مجید کر لے، دعا کر لے، پھر کھانا پکانا کرتے ہوئے اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی میں مشغول رکھے۔ دن بھر کے نوافل کا اہتمام کرے، رات کی اِفطاری کے کاموں کو اِس طرح سمیٹ لے کہ غروب آفتاب سے بیس پچیس منٹ قبل فارغ ہو جائے، اُس وقت گھر کے سب اَفراد مل کر دعا میں مشغول ہو جائیں، اِفطاری کے بعد بروقت کاموں سے فارغ ہو کر تراویح کی تیاری کریں، اور جلد تراویح ادا کر کے سونے کی ترتیب بنائیں تا کہ سحری میں جلد اُٹھنا ممکن ہو سکے۔

☆☆☆............☆☆............☆☆☆

موجودہ ملکی حالات کی بہتری کے لئے

ایک جامع اور مسنون دعا!

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ضبط وتحریر: مولانا مفتی راشد حسین صاحب

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علٰی محمد خاتم النبیین و امام المرسلین وعلٰی آلہ و اصحابہ اجمعین وعلٰی کل من تبعھم باحسان الٰی یوم الدین، امابعد!

حضرات علمائے کرام اور معزز حاضرین!

حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں فرمائی ہیں اور ہمیں بھی مانگنے کی تلقین فرمائی ہے، وہ دنیا و آخرت کی تمام حسنات کو جامع ہیں۔ اگر ان کو سمجھ کر مانگا جائے تو ہمارے لئے دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اس لئے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان دعاؤں کی تشریح کچھ عرصے سے عرض کررہا ہوں۔ اسی سلسلے میں آج ایک اور دعا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

”اَللّٰھُمَّ ضَعْ فِی أَرْضِنَا بَرَکَتَھَا ، وَزِیْنَتَھَا ، وَسَکَنَھَا وَلَاتَحْرِمْنِیْ بَرَکَۃَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَاتَفْتِنِّیْ فِیْمَا اَحْرَمْتَنِیْ۔“ (المعجم الاوسط۔ مجمع الزوائد)

ترجمہ: ”اے اللہ! ہماری زمین میں برکت عطا فرما، اس کو زینت عطا فرما اور اس میں امن وسکون عطا فرما اور یہ کہ جو کچھ آپ نے مجھے دیا ہے اس کی برکت سے مجھے محروم نہ فرمایئے اور جس چیز سے آپ نے مجھے محروم رکھا ہے اس کی وجہ سے مجھے فتنے میں مبتلا نہ کیجئے۔“

اس دعا کا ایک ایک لفظ اپنے اندر معانی کی کائنات لئے ہوئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تو اپنے وطن کے لئے دعا فرمائی کہ یا اللہ! اس میں برکت بھی عطا فرما، اس میں زینت وخوشنمائی بھی عطا فرما اور اس میں امن وسکون بھی عطا فرما۔

خوشحال اور پُرامن شہر کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ وہ صرف اپنے لئے نہیں جیتے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے جیتے ہیں، لہٰذا ان کی امنگیں، ان کے شوق، ان کی آرزوئیں اور ان کی دعائیں جس طرح اپنے لئے ہوتی ہیں، اسی طرح اپنے ملک کے لئے اور اپنی قوم کے لئے بھی ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مکہ مکرمہ کی بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ کو اور دودھ پیتے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر جارہے تھے تو اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی تھی کہ:

”رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ۔“ (البقرۃ:۱۲۶)

ترجمہ: ”اے میرے پروردگار! اس کو ایک پُرامن شہر بنا دیجیے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لائیں، انہیں قسم قسم کے پھلوں سے رزق عطا فرمایئے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں دو چیزیں مانگیں؛ ایک تو یہ کہ وہ جگہ جو اس وقت بالکل صحرا و ریگستان والی جگہ تھی، وہ ایک پُرامن شہر بن جائے اور دوسری یہ کہ اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں انہیں ہر طرح کی پیداوار سے رزق عطا ہو جائے۔ قرآنِ کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے ذریعے بتادیا کہ ایک اچھے ملک یا اچھے شہر کی بنیادی خصوصیات یہ دو ہیں؛ ایک یہ کہ وہ پُرامن ہو، اس میں چوری، ڈاکے، لوٹ مار اور قتل وغارت گری وغیرہ نہ ہو اور دوسرے یہ کہ اس کی معیشت اچھی ہو اور وہ معاشی اعتبار سے خوشحال ہو۔

شہر بننے سے پہلے اور شہر بننے کے بعد امن کی دعا:

مذکورہ بالا دعا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت مانگی تھی جب اپنی اہلیہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس لق و دق صحرا اور ایسی

وادی میں چھوڑ کر جارہے تھے جس میں کہیں پانی کا بھی نام ونشان نہ تھا، اس وقت یہاں نہ کوئی آبادی تھی اور نہ بظاہر زندہ رہنے کا کوئی سامان تھا، لیکن جب دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں تشریف لائے تو ان کی دعا کے مطابق یہ ایک شہر بن چکا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پہلے زمزم کا کنواں جاری فرمایا، جسے دیکھ کر قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ یہاں آ کر حضرت ہاجرہ کی اجازت سے آباد ہوگئے اور پھر رفتہ رفتہ یہ ایک شہر بن گیا، چنانچہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے دوسری مرتبہ یہ دعا فرمائی کہ:''

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ''

(ابراہیم:۳۵)

ترجمہ:''یارب! اس شہر کو پُرامن بنادیجیے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچایئے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں۔''

پہلے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اس جگہ کو امن والا شہر بنادیجیے اور جب شہر بن گیا تب بھی یہ دعا مانگی کہ اس شہر کو امن والا بنادیجیے۔ الغرض پہلے بھی امن کی دعا فرمائی اور بعد میں بھی۔ اس سے پتہ چلا کہ کسی شہر کا سب سے اعلیٰ ترین وصف یہی ہے کہ اس میں امن وامان ہو، وہاں لوگوں کی جان و مال اور عزت وآبرو محفوظ ہو اور اس میں کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو۔

مکہ مکرمہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور مدینہ منورہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی دعا:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اپنے وطن کی، اپنی سرزمین کی اور اپنی قوم کی صلاح وفلاح کی فکر ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاں اپنے شہر (مکہ مکرمہ) کے لئے امن وخوشحالی کی دعا مانگی، وہیں انہوں نے اس کے لئے برکت کی دعا بھی مانگی تھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ و السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا مانگی کہ یا اللہ! ان کے پیمانوں میں برکت عطا فرمادیجئے۔ اب تو ہم گندم، آٹا اور جو وغیرہ تول کر فروخت کرتے ہیں، لیکن پہلے زمانے میں یہ پیمانوں کے ذریعے فروخت ہوتے تھے، کوئی صاع ہوتا، کوئی وسق ہوتا، کوئی کچھ اور پیمانہ ہوتا، تو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ دعا مانگی کہ ان پیمانوں میں برکت عطا فرمادیجئے، یعنی پیمانہ تو وہی ہو، لیکن اس کے اندر چیز زیادہ آجائے، اس سے زیادہ نفع پہنچے اور اس سے زیادہ ضرورتیں پوری ہوں۔ اسی طرح جب حضور نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو یہ دعا فرمائی کہ:

> **کسی شہر کا سب سے اعلیٰ ترین وصف یہی ہے کہ اس میں امن وامان ہو، وہاں لوگوں کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ ہو اور اس میں کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو**

اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے خاص بندے، خلیل اور نبی تھے، اور میں بھی آپ کا بندہ اور نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لئے آپ سے دعا کی تھی، اور میں مدینہ کے لیے آپ سے ویسی ہی دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ اتنی ہی مزید طلب کرتا ہوں۔ (مسلم:1373)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے مطابق جتنی برکت آپ نے مکہ میں رکھی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ میں عطا فرمادیجئے، چنانچہ اس کا مشاہدہ اب بھی وہاں جا کر کیا جا سکتا ہے کہ جو برکت اللہ تعالیٰ نے وہاں عطا فرمائی ہے وہ کہیں اور میسر نہیں آتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے شہر کے لئے ٹاؤن پلاننگ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر کی کتنی فکر تھی، اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے کہ قبیلہ بنوسلمہ جو مسجد نبوی سے کافی دور آباد تھا اور انہیں نمازوں کے لئے بہت لمبا فاصلہ طے کر کے آنا پڑتا تھا۔ ان حضرات نے نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمائش کی کہ یا رسول اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ مسجد نبوی کے قریب آ کر آباد ہوجائیں تاکہ نماز میں آنے کے لئے اتنی لمبی مسافت طے نہ کرنی پڑے۔ ان کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں ہی

رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔‘‘

(مسلم:665)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آبادی مسجد کے آس پاس آ جائے اور باہر کے علاقے خالی ہو جائیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہاں سے یہاں آ کر آباد ہو جاؤ گے تو یہ شہر گنجان ہو جائے گا اور جہاں تم رہتے ہو وہ جگہ خالی ہو جائے گی، تو اس طرح میرا شہر چھوٹا ہو جائے گا اور اس کا پھیلاؤ کم ہو جائے گا، لہٰذا تم اپنی جگہ پر ہی رہو کیونکہ جب تم آتے ہو تو جتنے قدم مسجد نبوی کی طرف چل کر آتے ہو، ان سب پر تمہارے حق میں اجر لکھا جا رہا ہوتا ہے۔ (بخاری:1887)

اس سے پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو اہمیت دی کہ شہر ایسا چھوٹا اور گنجان نہ ہو جس میں لوگوں کو تکلیف ہو، شہر کا بہت زیادہ گنجان ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تھا۔ اسی سے نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ٹاؤن پلاننگ کی بھی ایک اہم بنیاد ملتی ہے، کوئی بستی بالکل گنجان نہ ہونی چاہیے، بلکہ پھیلی پھیلی اور کھلی کھلی ہوتا کہ لوگوں کو کشادگی محسوس ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سرزمین کے لئے برکت کی دعا:

انبیاءِ کرام کو اپنے وطن کی اور اپنی قوم کی بھی فکر ہوتی ہے، اسی لیے جہاں وہ اپنے لیے دعا فرماتے ہیں تو وہیں اپنی سرزمین کے لیے بھی دعا فرماتے ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

’’اَللّٰھُمَّ ضَعْ فِي أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا ، وَزِينَتَهَا، وَسَكَنَهَا۔‘‘

یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزیں مانگیں۔ پہلی یہ کہ ہماری زمین میں برکت ہو جائے۔ دوسری یہ کہ اسے خوشنمائی نصیب ہو اور تیسری یہ کہ اسے سکون مل جائے۔ اس میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا فرمانے میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زمین میں برکت کی دعا فرمائی اسی طرح تم بھی اپنی زمین میں برکت کی دعا کرو۔

برکت کی حقیقت:

برکت ایک ایسی چیز ہے جو خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے، اسے نہ گنتی سے گنا جاسکتا ہے اور نہ پیمانوں سے تولا جاسکتا ہے۔ برکت کے دو معنی ہوتے ہیں:

ایک معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ جس کام کے لیے کوئی چیز وضع کی گئی ہے، اس سے وہ مقصد حاصل ہو جائے۔ یعنی اگر ایک سواری سوار ہونے کے لیے بنائی گئی تو سوار ہونے کا مقصد حاصل ہو جائے۔ یا کھانا جب کھانے کے لیے بنایا گیا ہے تو کھانے کا مقصد حاصل ہو جائے، اُس میں لطف آئے، اُس سے تقویت ہو، وہ جزوِ بدن بنے۔ الغرض جس کام کے لیے کوئی چیز بنائی گئی ہے وہ کام اُس سے حاصل ہو رہا ہو تو یہ اس میں برکت کی دلیل ہے۔

برکت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ چیز چاہے تھوڑی ہو لیکن اُس سے فائدہ زیادہ مل جائے۔ مثلاً آمدن کم ہو لیکن اس سے ضرورتیں زیادہ پوری ہو جائیں، یا آدمی کھانا تھوڑا کھائے لیکن اُس سے جسم کو تقویت زیادہ پہنچے اور صحت کے لیے وہ زیادہ نافع ہو۔ یہ برکت کا دوسرا مفہوم ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز ہمارے پاس موجود ہے، وہ اچھی اور مفید چیز ثابت ہو اور جس مقصد کے لیے وہ بنائی گئی اُس سے وہ مقصد بھی ہمیں حاصل ہو، اور یہ سب کچھ اس وقت تک ہمیں حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں برکت نہ ہو۔ فرض کرو ایک آدمی نے گاڑی خریدلی، اب گاڑی اُس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کا مالک بھی ہے، لیکن روز اُس کو دھکا لگانا پڑتا ہے اور روز وہ گیراج میں مرمت کے لیے کھڑی رہتی ہے، تو چیز تو موجود ہے لیکن اس میں برکت نہیں ہے، جس مقصد یعنی راحت وسکون کے لئے وہ حاصل کی گئی تھی، وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا، لہٰذا کسی جائیداد کا مالک بن جانا، یا کسی اچھی چیز کا مالک بن جانا، یہ بذاتِ خود کوئی فائدہ مند نہیں ہوتا جب تک کہ اُس میں برکت نہ ہو۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے برکت کی دعا فرمائی کہ: ’’اَللّٰھُمَّ ضَعْ فِي أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا‘‘ یعنی جتنی بھی چیزیں ہماری زمین میں یا ہمارے ملک میں موجود ہیں، ان میں برکت عطا فرما دیجیے۔

ملک میں زینت وخوشنمائی کی دعا:

اس کے بعد دوسرے نمبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَزِينَتَهَا یعنی یا اللہ! ہماری سرزمین میں، ہمارے ملک میں زینت عطا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کے ساتھ ساتھ زینت بھی مانگی، اس سے معلوم ہوا کہ زینت کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ زینت سے مراد ہے

سجاوٹ، یا ایسی چیز جو دیکھنے میں اچھی لگے اور خوشنما معلوم ہو، لہٰذا خوشنمائی کوئی بُری بات نہیں ہے، بلکہ اچھی بات ہے۔ قرآن کریم نے لباس کو زینت قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔‘‘ (الاعراف:۳۱)

ترجمہ: ’’جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (جسم پر لباس) لے کر آؤ۔‘‘

اور دوسری جگہ فرمایا:

’’قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا۔‘‘ (الاعراف:۲۶)

ترجمہ: ’’ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا بُرا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔‘‘

لہٰذا معلوم ہوا کہ زینت کوئی بری چیز نہیں ہے بشرطیکہ دکھاوا مقصود نہ ہو۔ زینت اگر اپنا دل خوش کرنے کے لیے ہو، مثال کے طور پر کوئی اپنے گھر میں سجاوٹ کا کام اس لیے کرتا ہے اس کا دل خوش ہو اور وہ جب اپنے گھر میں آئے تو اسے اچھا لگے، تو اس حد تک زینت کر لینا نہ صرف یہ کہ برا نہیں بلکہ پسندیدہ اور مطلوب بھی ہے۔ جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے اندر زینت کی دعا فرمائی کہ میری زمین خوشنما نظر آئے اور اچھی نظر آئے۔ لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ اس کے ذریعے دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کی جائے اور دوسروں کو دکھانا مقصود ہو کہ میرا مکان کتنا خوبصورت ہے یا میری شاندار کار ہے یا کوئی اور شاندار چیز ہے تو یہ ایک بُری بات ہے، اس قسم کی زینت سے بچنا چاہیے۔

ملک میں امن وسکون کی دعا:

تیسرے نمبر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی کہ وَسَكِّنْهَا یعنی یا اللہ! ہماری سرزمین کو امن وسکون کا گہوارا بنا دیجیے۔ کسی بھی ملک کے لئے امن وسکون کی بڑی اہمیت ہے، اگر فرض کرو معاشی اعتبار سے خوشحالی بھی ہے، دیکھنے میں شہر اچھا بھی لگ رہا ہے، لیکن چوری ڈاکے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے تو ساری برکت بھی ہاتھ سے چلی گئی اور ساتھ ہی جو کچھ معاشی خوشحالی تھی وہ بھی برباد ہو گئی۔ اس لیے تیسری چیز یہ مانگی کہ اُس میں امن وسکون ہو، بدامنی نہ ہو۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دعا کے اندر تین چیزیں مانگ لیں: ایک برکت، ایک زینت اور ایک سکون۔ اگر کسی شہر اور ملک کو یہ تینوں چیزیں حاصل ہو جائیں تو مثالی بن جائے۔

برکت سے محروم نہ ہونے کی دعا:

پہلے برکت کی دعا مانگنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’وَلَا تَحْرِمْنِي بَرَكَةَ مَا أَعْطَيْتَنِي۔‘‘ (اے اللہ! آپ نے جو چیز بھی مجھے عطا فرمائی ہے، اُس کی برکت سے مجھے محروم نہ فرمائیے گا)۔

اگر غور کیا جائے تو جتنی بھی چیزیں انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں عطا ہوتی ہیں، کھانے کی چیز ہو، پہننے کی چیز ہو، برتنے کی چیز ہو، گھر ہو، جائیداد ہو، کھیت کھلیان ہوں۔ تجارت ہو، دکان ہو، یہ ساری کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ اس لیے اس دعا میں مَا أَعْطَيْتَنِي یعنی آپ نے جو چیز بھی مجھے عطا فرمائی ہے، کے ذریعے پہلے تو اللہ جل شانہ کے سامنے اس بات کا اقرار کروایا گیا ہے کہ یہ میری قوتِ بازو کا کرشمہ نہیں ہے بلکہ آپ ہی کی عطا ہے، اور پھر ساتھ ہی انسان یہ بھی کہتا ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی مجھے عطا فرمایا ہوا ہے، اُس کی برکت سے مجھے محروم نہ فرمائیے۔ اس کی برکت مجھے حاصل ہو، یعنی جس کام کے لیے جو چیز ہے، وہ وہی کام دے اور تھوڑی چیز میں بھی مجھے زیادہ فائدہ مل جائے۔

آپ نے خود بھی تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات تھوڑی سی چیز ہوتی ہے مگر انسان کے لیے سیرابی کا سبب بن جاتی ہے۔ مثلاً بعض اوقات چھ گھنٹے کی نیند سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا دس منٹ کی جھپکی سے انسان کی طبیعت سیر ہو جاتی ہے، تھوڑی دیر سویا اور چاق وچوبند ہو کر اٹھا تو اس نیند میں برکت نصیب ہو گئی۔ دوسری طرف اگر کوئی آدمی آٹھ دس گھنٹے سوتا رہا اور پھر اس طرح تھکا ماندا اٹھا کہ کچھ کرنے کے قابل بھی نہ ہو تو یہ نیند میں برکت نہ ہوئی۔ اس لیے دعا یہ سکھلائی جا رہی ہے کہ اے اللہ! آپ مجھے جو بھی چیز عطا فرمائیں، چاہے کھانے کی ہو، پہننے کی ہو یا کوئی اور چیز ہو، اُس کی برکت سے مجھے محروم نہ فرمائیے گا۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اِس کی جتنی طویل تشریح کی جائے کی جاسکتی ہے۔ لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہمیں جو بھی چیز ملی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کے اندر برکت عطا فرما دیں تو گویا سارا مقصود حاصل ہے۔

کسی چیز کی عدمِ موجودگی کے فتنہ ہونے کی تین صورتیں:

کسی چیز کی برکت سے محروم نہ ہونے کی دعا مانگنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَلَا تَفْتِنِّي فِيمَا أَخَّرْتَنِي۔'' (اور جس چیز سے آپ نے مجھے محروم رکھا ہے، اس کی وجہ سے مجھے فتنے میں مبتلا نہ کیجئے)۔

یعنی ایک تو وہ چیز ہے جو آپ نے مجھے دے رکھی ہے، اُس کے بارے میں تو میں یہ مانگتا ہوں کہ اُس میں برکت عطا فرما اور اُس سے مجھے فائدہ حاصل ہو، جبکہ دوسری چیز یہ ہے کہ آپ نے اپنی تقدیر کے فیصلے کے مطابق جو چیز مجھے نہیں دی، اس کے بارے میں مجھے فتنے میں مبتلا نہ کیجیے گا۔ کتنی ہی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کا دل چاہتا ہے کہ اسے حاصل ہو جائیں، وہ ان کے حصول کے لئے کوشش بھی کرتا ہے لیکن ملتی نہیں ہیں، یہاں ان چیزوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ان کی وجہ سے مجھے فتنے میں مبتلا نہ کیجیے گا۔

فتنے میں ڈالنے کا لفظ بہت وسیع ہے، کسی چیز کا نہ ملنا کئی اعتبار سے فتنہ ہوتا ہے:

(۱)..... پہلا تو یہ کہ فرض کریں ایک آدمی کوئی چیز چاہتا تھا اور نہیں ملی تو بعض اوقات سب سے بڑا فتنہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی تقدیر کا شکوہ کرنے لگتا ہے۔ وہ یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ یہ معاملہ میرے ساتھ ہی کیوں ہو رہا ہے کہ دوسروں کو تو مل رہی ہے مجھے نہیں مل رہی، میں کوشش بھی کرتا ہوں، مگر نہیں مل رہی۔ دعا بھی کرتا ہوں مگر نہیں مل رہی۔ تو اللہ بچائے، اس کی وجہ سے تقدیر کا شکوہ دل میں پیدا ہو جانا، یہ تو سب سے عظیم فتنہ ہے، اس لیے یہاں دعا کی جا رہی ہے کہ اے اللہ! ایسے فتنے میں مجھے مبتلا نہ کیجیے، مجھے اتنی سمجھ دے دیجیے کہ مجھے جو چیز نہیں ملی وہ یقیناً آپ کی تقدیر، آپ کی مصلحت اور حکمت کی بنیاد پر نہیں ملی۔ پتا نہیں وہ مجھے مل جاتی تو کس کھائی میں جا کر گرتا۔ اس وجہ سے اگر کوئی چیز مجھے نہیں ملی تو اُس پر تقدیر کا شکوہ کرنے کی جرأت نہ ہو، لہٰذا ایک فتنہ تو یہ ہوتا ہے کہ جو چیز آدمی کو نہیں ملتی، اُس میں شکوے شکایت کا فتنہ ہوتا ہے۔

(۲)..... دوسرا فتنہ یہ ہوتا کہ جو چیز آدمی حاصل کرنا چاہ رہا ہوتا ہے اور وہ اسے نہیں مل رہی ہوتی تو وہ اس چیز کی طلب میں حد سے گزر جاتا ہے، انہماک پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ چیز تو مجھے حاصل کرنی ہی ہے۔ اب وہ اس کے حصول کے لئے مبالغے کے ساتھ کوشش کرتا ہے، جبکہ رسولِ کریم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حکم عطا فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ: ''اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ'' (طلب میں اعتدال کا طریقہ اپناؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو)۔

یعنی جب کوئی چیز حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو اجمال سے کام لو، ایک مناسب حد تک اس کی طلب کرو، مناسب حد تک کوشش کرو۔ یہ نہیں کہ اُس کی فکر دل و دماغ پر اتنی سوار ہو جائے کہ بس چوبیس گھنٹے اُسی کی دھن میں لگے رہو۔ اسی کا دھیان رہے اور دوسری باتوں سے غافل ہو جاؤ۔ جو چیز انسان کے پاس نہیں ہے، اُس کی طلب سے اور اس کے تصور سے یہ فتنہ انسان میں پیدا ہو جاتا ہے کہ بس اب مجھے تو حاصل کرنا ہی ہے، چاہے کچھ بھی ہو اور جب وہ چیز جائز طریقے سے نہیں حاصل ہوتی تو وہ اس کے حصول کے لئے ناجائز راستہ اپنا لیتا ہے، تو یہ دوسرا فتنہ ہے۔

(۳)..... تیسرا فتنہ ناشکری کا ہے۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں، اُن پر شکر ادا کرنے کے بجائے، جو اسے نہیں ملیں اُن کے بارے میں رنج و فکر میں اور ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جو چیز وہ حاصل کرنا چاہ رہا تھا، وہ اگر نہیں ملی تو ہزاروں چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسے بن مانگے دے رکھی ہیں۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں دے رکھی ہیں، سننے کے لیے کان دے رکھے ہیں، سونگھنے کے لیے ناک دے رکھی ہے، باتوں کے لیے اور کھانے کے لیے منہ دے رکھا ہے، چلنے پھرنے کے لیے ہاتھ پاؤں دے رکھے ہیں۔ یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بن مانگے برس رہی ہیں۔ ایسے میں اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے کوئی چیز نہیں دی تو اس کو لے کر بیٹھ جانا تیسرا فتنہ یہ ناشکری کا فتنہ ہے۔

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھا دی کہ یا اللہ جو چیز آپ نے مجھے عطا نہیں فرمائی اور جس سے مجھے محروم فرمایا ہے، اس کے معاملے میں مجھے فتنے میں مبتلا نہ کیجیے۔ نہ گلے شکوے کا فتنہ ہو، نہ طلب میں ضرورت سے زیادہ انہماک کا فتنہ ہو، اور نہ ناشکری کا فتنہ ہو۔ بس جو دیا ہے اس میں برکت عطا کر دیجیے اور جو نہیں دیا اُس کے بارے میں فتنے میں مبتلا نہ کیجیے۔ گویا اس دعا میں ساری کائنات آ گئی۔ ساری کائنات میں کچھ چیزیں تو وہ ہیں جو ہمیں مل گئی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نہیں ملیں، اب جو مل گئیں اس میں برکت دے دیجیے اور برکت دینے کے ساتھ ظاہر ہے شکر کی توفیق بھی عطا ہوگی اور جو نہیں ملیں، ان کے بارے میں کسی فتنے میں مبتلا نہ فرمائیے۔ الغرض یہ کس قدر جامع دعا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے ہم سب کے حق میں قبول فرمائے۔

(جاری ہے)

’’صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة‘‘

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

اس وقت وہ اپنی عمر کی تیسری دہائی میں تھے جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق و ہدایت کی دعوت کا برملا اظہار کیا تھا وہ حسب و نسب کے اعتبار سے قریش کے معزز ترین خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور دولت وثروت کے لحاظ سے ان میں سب سے فائق تھے، اگر ان کا باپ آڑے نہ آتا تو وہ اس لائق تھے کہ اپنے ہم عمروں سعد بن ابی وقاص اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کی طرح بہت پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکے ہوتے۔

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ ان کا باپ کون تھا؟ وہ مکہ کا سب سے سرکش اور جابر شخص، شرک و کفر کا قافلہ سالار اور مسلمانوں کی ابتلاوآزمائش کا سب سے بڑا ذمہ دار تھا، جس کی مکاری اور چالبازی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان و یقین کو پرکھا اور وہ اس معیار پر کھرے اترے، اس کے متعلق بس اتنا جان لینا کافی ہے کہ وہ ’’ابوجہل‘‘ تھا۔

یہ تو ان کا باپ تھا اور وہ خود عکرمہ ابن ابی جہل مخزومی ہیں، عکرمہ کا شمار قریش کے معدودے چند سربرآوردہ و رئیسوں اور اس کے نامور شہسواروں میں ہوتا تھا۔ عکرمہ ابن ابی جہل نے خود کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنے باپ کی مرضی کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے پر مجبور ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ سخت عداوت کا رویہ اختیار کیا۔ ان کے ساتھیوں کو دردناک سزائیں اور اہل اسلام پر ایسی زہرہ گداز عقوبتیں نازل کیں کہ اس کے باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

جب اس کے باپ نے معرکۂ بدر میں لشکر شرک کی قیادت کی اور لات وعزیٰ کی قسمیں کھا کھا کر اعلان کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شکست دیئے بغیر وہ مکہ واپس نہیں لوٹے گا، اس نے بدر کے مقام پر پڑاؤ ڈال کر وہاں تین دن قیام کیا، اس دوران وہ اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت کھاتا اور شراب پیتا رہا، اس کی دل بستگی کے لئے دف بجا بجا کر لونڈیاں اسے گانے سناتی رہیں، جس وقت ابوجہل اس معرکے کی قیادت کر رہا تھا اس کا بیٹا اس کا قابل اعتماد دست و بازو تھا لیکن لات وعزیٰ نے نہ اس کی پکار سنی نہ اس کی مدد کو آئے کیونکہ وہ بت سننے سے معذور اور مدد کرنے سے عاجز تھے..... تو وہ ذلت کی موت مارا گیا اور اس کے بیٹے نے دیکھا کہ مسلمانوں کے پیاسے نیزے اس کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں، اس نے اپنے کانوں سے اس کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخ سنی تھی۔

عکرمہ بدر کے میدان میں قریش کے اس عظیم سردار کی لاش چھوڑ کر مکہ لوٹ آیا، مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھانے کے بعد اس کے لئے ممکن ہی نہ رہا کہ وہ اپنے باپ کی لاش اٹھا کر لاتا اور اسے مکہ میں دفن کرتا، راہ فرار اختیار کرتے ہوئے وہ مجبوراً اسے مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ آیا اور مسلمانوں نے دوسرے مقتولین کے ساتھ اسے بھی بدر کے کنویں میں پھینک کر اس پر ریت ڈال دی اور اسی روز سے اسلام کے ساتھ عکرمہ کے رویئے نے دوسری صورت اختیار کر لی، پہلے تو وہ اپنے باپ کی

حمایت میں اسلام کا مخالف تھا مگر آج سے اس کے انتقام کے لئے اس سے برسر پیکار ہوگیا اور یہیں سے عکرمہ اور اس کے دوسرے ہم خیال مشرکین قریش جن کے آباء جنگِ بدر میں مارے گئے تھے اور وہ ان کے انتقام کی آگ میں جل رہے تھے اہل مکہ کے سینوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف عداوت کی آگ اور انتقام کے شعلے بھڑکانے میں لگ گئے جس کے نتیجے میں احد کا خون ریز معرکہ پیش آیا۔

جنگِ بدر میں اپنی شکست کا بدلہ اور اپنے مقتولین کا انتقام لینے کے لئے قریش کا جولشکرِ جرار مکہ سے روانہ ہوا، عکرمہ اس میں شریک ہوگیا، اس نے اپنی بیوی ام حکیم کو بھی ساتھ لیا تاکہ وہ ان عورتوں کے ساتھ شامل ہوکر صفوں کے پیچھے کھڑی ہوجائے اور جب جانبازانِ قریش میں شکست کے آثار نظر آئیں تو وہ دف بجابجا کر انہیں قتال پر برانگیختہ کریں اور ان کو میدانِ جنگ میں ثابت قدم رکھنے کی کوشش کریں۔

قریش نے اپنی فوج کے گھڑسوار دستے کی قیادت کے لئے اس کے میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو متعین کیا، اس روز ان دونوں مشرک سالاروں نے جرأت وشجاعت اور مردانگی وجوانمردی کے ایسے جوہر دکھائے کہ قریش کا پلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوران کے اصحاب پر بھاری ہوگیا اور اس کے نتیجے میں وہ فتح وکامرانی سے ہمکنار ہوئے جس پر ابوسفیان فرطِ مسرت سے چیخ اٹھا تھا کہ: ’’یہ جنگ بدر کا بدلہ ہے۔‘‘

غزوۂ خندق کے موقع پر مشرکین نے مدینہ کا محاصرہ کررکھا تھا، جب محاصرے نے کافی طول کھینچا تو عکرمہ کی قوت برداشت جواب دے گئی، وہ محاصرے کی طوالت سے بددل ہوگیا۔ آخر اس نے خندق کے ایک تنگ حصے کوتا کا اور اپنا گھوڑا کُدا کر اس پار جا پہنچا، کچھ جری سواروں نے اس کی اقتداء کی اور وہ بھی اس کے پیچھے خندق عبور کر کے دوسری جانب پہنچ گئے، ان میں سے عمرو بن عبدود عامری مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا لیکن عکرمہ نے راہ فرار اختیار کی اور وہ اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوگیا۔

فتح مکہ کے موقع پر جب قریش نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے سامنے ان کو تابِ مقاومت نہیں ہے تو انہوں نے طے کیا کہ ان کے راستے سے ہٹ جائیں، یہ فیصلہ انہوں نے اس لئے کیا کہ ان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے سالاروں کو یہ حکم دے رکھا ہے کہ وہ مکہ کے عام باشندوں سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں، وہ صرف انہی لوگوں سے جنگ کریں جو ان سے لڑیں، لیکن عکرمہ اور اس کے کچھ ہم خیال ساتھی قریش کے اس فیصلے کے علی الرغم جنگ کا ارادہ لئے مکہ سے نکل پڑے اور مسلمانوں کے لشکر جرار کے سامنے جاڈٹے، لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک معمولی جھڑپ کے بعد انہیں شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کردیا، اس جھڑپ میں ان کے چند آدمی مارے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اور بھاگنے والوں میں عکرمہ ابن ابی جہل بھی تھا۔ اس وقت وہ سخت حیرانی وسراسیمگی سے دوچار تھا، اہل مکہ کے مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہوجانے کے بعد اس کے لئے وہاں کوئی جائے پناہ نہیں رہ گئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ان تمام جرائم کو معاف کردیا تھا جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کئے تھے، البتہ اس عام معافی سے چند مجرموں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا اور نام لے لے کر حکم دیا گیا کہ انہیں قتل کردیا جائے خواہ وہ غلاف کعبہ میں چھپے ہوئے ہی کیوں نہ ملیں، ان لوگوں میں عکرمہ ابن ابی جہل کا نام سرفہرست تھا، اس لئے اپنی جان کے خوف سے وہ چھپ کر مکہ سے نکلا اور یمن کی طرف چل پڑا کیونکہ اس کے علاوہ اسے کسی دوسری جگہ پناہ ملنے کی امید نہ تھی۔

عکرمہ کی بیوی ام حکیم اور ہند بنت عتبہ دس دوسری عورتوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے ارادے سے آپ کی قیام گاہ پر پہنچیں، اس وقت دو ازواج مطہرات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ زہراء اور خاندان عبد المطلب کی چند خواتین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں، اس موقع پر ہند نے اپنا چہرہ نقاب میں چھپا رکھا تھا، اس نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

’’اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے پسندیدہ دین کو غالب کردیا، میں آپ کے ساتھ اپنی نسبی اور خاندانی قرابت کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور حسن سلوک کی خواستگار ہوں، میں آپ کی تصدیق کرنے والی ایک مسلمان عورت ہوں‘‘ پھر اس نے اپنے چہرے سے نقاب سرکاتے ہوئے کہا:

’’اللہ کے رسول! میں عتبہ کی بیٹی ہند ہوں‘‘

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں تمہیں مرحبا کہتا ہوں اور تمہارا خیر مقدم کرتا ہوں‘‘، اس نے پھر کہا:

’’اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم! آج سے پہلے روئے زمین پر کوئی ایسا گھر نہ تھا جس کی ذلت ورسوائی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی ذلت ورسوائی سے زیادہ پسند ہو مگر اب یہ حال ہے کہ دنیا کا کوئی گھر میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ معزز نہیں ہے۔'' اس کے بعد عکرمہ کی بیوی ام حکیم کھڑی ہوئی، اس نے پہلے تو اپنے اسلام کا اظہار کیا، پھر یوں گویا ہوئی:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عکرمہ اس خوف سے بھاگ گئے ہیں کہ آپ انہیں قتل کر دیں گے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انہیں امان بخش دیں، اللہ آپ کو امان دے گا۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی درخواست سن کر ارشاد فرمایا: ''عکرمہ بن ابی جہل کو امان دی جاتی ہے۔''

شوہر کی جاں بخشی کا اعلان سن کر ام حکیم رضی اللہ عنہا اسی وقت اپنے رومی غلام کو ساتھ لے کر ان کی تلاش میں نکل پڑیں، جب وہ چلتے چلتے دور نکل گئے تو دوران سفر غلام کی نیت خراب ہوگئی اور اس نے ان کے اوپر ڈورے ڈالنا شروع کر دیئے، وہ اسے اُمید دلاتی اور ٹالتی ہوئی عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچ گئیں، وہاں پہنچ کر اہل قبیلہ سے مدد کی طالب ہوئیں، اہل قبیلہ نے غلام کو اپنے پاس قید کر دیا اور ام حکیم رضی اللہ عنہا نے تن تنہا اپنا سفر جاری رکھا اور آخر کار تہامہ کے علاقے میں سمندر کے کنارے عکرمہ کو پا گئیں، اس وقت وہ ایک مسلمان ملاح سے گفتگو کر رہا تھا کہ وہ اسے اس پار پہنچا دے، مگر ملاح اس بات پر مصر تھا کہ پہلے تم اخلاص کا اظہار کرو تب میں تم کو اس پار لے جاؤں گا، عکرمہ نے پوچھا کہ میں اخلاص کا اظہار کس طرح کروں؟ تو اس نے کہا کہ کہو: ''اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله۔''

عکرمہ نے جواب دیا کہ ''اسی سے بھاگ کر تو میں یہاں آیا ہوں'' ابھی ان دونوں کی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ ام حکیم رضی اللہ عنہا عکرمہ کے پاس پہنچ گئیں اور اس سے بولیں:

''میرے ابن عم! میں تمہارے پاس سب سے افضل، سب سے نیک اور سب سے اچھے انسان کی طرف سے آئی ہوں، میں تمہارے پاس محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آئی ہوں، میں نے اُن سے تمہاری جان بخشی کا وعدہ لے لیا ہے، تم اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو'' عکرمہ نے پوچھا کہ کیا تم نے خود ان سے بات کی ہے؟

اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! میں نے خود بات کی ہے اور انہوں نے تم کو امان دی ہے، وہ برابر اسے اس کی جان بخشی کا یقین دلاتی رہیں یہاں تک کہ وہ مطمئن اور ان کے ساتھ واپسی پر رضا مند ہوگیا، دوران راہ اس نے غلام کی اس خباثتِ نفس کا ذکر کیا جو اس نے سفر کے دوران کی تھی، عکرمہ نے مسلمان ہونے سے پہلے وہاں پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔

اثنائے سفر میں جب وہ دونوں ایک منزل پر رکے تو عکرمہ نے بیوی سے خلوت کی خواہش ظاہر کی لیکن انہوں نے سختی سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''میں ایک مسلمان عورت ہوں اور تم ابھی مشرک ہو۔''

عکرمہ نے اس بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''وہ بات جو تمہیں میرے ساتھ خلوت سے روک دے یقیناً کوئی نہایت ہی بڑی بات ہوگی'' جب عکرمہ مکہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''سيأتيكم عكرمة بن ابی جهل مومنا مهاجرا فلا تسبوا أباه فان سب الميت يوذي الحي ولا يبلغ الميت۔''

''عکرمہ ابن ابی جہل بہت جلد ایک مومن ومہاجر کی حیثیت سے تمہارے پاس پہنچنے والا ہے، اس کے باپ کو برا مت کہنا، مردے کو برا کہنے سے زندہ کو اذیت پہنچتی ہے اور میت کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔''

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد عکرمہ اپنی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھتے ہی فرط مسرت سے اچھل پڑے اور چادر کے بغیر ہی اس کے استقبال کے لئے لپکے، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے تو عکرمہ نے کھڑے کھڑے عرض کیا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ام حکیم نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے''، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''اس نے صحیح کہا ہے، تم مامون ہو'' اس نے دوبارہ سوال کیا: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ مجھے کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام گناتے ہوئے فرمایا: ''میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا لائقِ عبادت و پرستش نہیں اور اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور اس بات کی کہ تم زکوۃ دو۔''

’’اللہ کی قسم آپ نے حق کی دعوت دی اور خیر کا حکم دیا...... واللہ! آپ اس دعوت کے پہلے بھی ہم میں سب سے سچے اور نیکوکار تھے‘‘ یہ کہہ کر اس نے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوگیا۔

اسلام لانے کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی: ’’اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سب سے اچھی چیز بتا دیجئے تا کہ میں اسے برابر پڑھا کروں۔‘‘

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ’’اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھا کرو، عکرمہ بولے: ’’اس کے بعد کیا؟‘‘ فرمایا: ’’کہو کہ میں اللہ تعالی اور حاضرین کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں مسلم ہوں، مجاہد ہوں اور مہاجر ہوں‘‘، اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ دیا۔

اس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ’’آج تم جو چیز بھی مجھ سے مانگو گے وہ تمہیں عطا کروں گا۔‘‘

میں چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کے ساتھ جتنی بھی عداوت کی، جہاں کہیں بھی آپ کے مدمقابل ہوا اور آپ کے خلاف جو بات بھی، خواہ آپ کے روبرو یا پس پشت کہی ہو ان سب سے میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں‘‘ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے سوال کے لیے زبان کھولی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی:

’’اللّٰھم اغفرلہ کل عداوۃ عاداہا فیھا و کل مسیر سار فیہ الی موضع یرید بہ اطفاء نورك واغفر لہ ما نال من عرضي في وجھي او انا غائب عنہ۔‘‘

ترجمہ: ’’اے اللہ! ہر اس عداوت سے عکرمہ کی مغفرت فرما جو اس نے میرے ساتھ کی اور معاف فرما دے اس کی ہر اس سرگرمی کو جس کے ذریعہ سے اس نے تیرے نور کو بجھانے کی کوشش کی اور درگزر فرما اس کی ہر اس حرکت کو جو اس نے میری آبرو سے کھیلتے ہوئے میرے سامنے یا میری عدم موجودگی میں کی ہو۔‘‘

اس دعا کو سن کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا اور انہوں نے کہا:

’’اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! آج سے پہلے اللہ کی راہ سے اللہ کے بندگان کو باز رکھنے کے لئے جتنا مال میں خرچ کرتا رہا ہوں اب آج کے بعد سے اللہ کی راہ میں اس سے دوگنا خرچ کروں گا اور آج سے پہلے اللہ کے دین سے روکنے کے لئے جتنی قوت سے لڑتا رہا آج کے بعد سے اس سے دوگنی طاقت کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑوں گا۔‘‘

اور اس روز سے مسلمانوں کی جماعت میں ایک ایسے شخص کا اضافہ ہوا جو میدان کارزار میں ایک شیر دل شہسوار اور مسجدوں میں ایک عابد شب زندہ دار اور قاری قرآن تھا، وہ قرآن کریم کو اپنے چہرے پر رکھ کر اللہ کے خوف سے روتے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں کہتے: ’’کتاب ربی ... کلام ربی‘‘ (یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے)۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا، ان کے قبول اسلام کے بعد کفر و اسلام کے مابین جو بھی معرکہ پیش آیا اس میں ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوئے اور مسلمان جب بھی کسی مہم میں نکلے اس میں آگے آگے رہے، معرکہ یرموک میں تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ میدان قتل کی طرف اس طرح لپکے تھے جیسے کوئی تشنہ لب شدید گرمی میں ٹھنڈے میٹھے پانی کی طرف لپکتا ہے، ایک موقع پر جب مسلمانوں پر دشمن کا دباؤ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑے تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی اور ننگی تلوار لے کر رومیوں کی صفوں میں گھس گئے، یہ دیکھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کے پاس پہنچ کر کہا:

’’عکرمہ ایسا نہ کیجئے، اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیے، آپ کا قتل ہوجانا مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت اور ناقابل تلافی سانحہ ہوگا۔‘‘

لیکن حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ’’خالد! ہٹ جاؤ، میرا راستہ نہ روکو، صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ اور خدمت اسلام میں تم کو میرے اوپر سبقت حاصل ہے، میں اور میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے اور میں آخر دم تک اس مخالفت پر قائم رہا اس لئے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف میرے حصے میں بڑی تاخیر سے آیا، مجھے چھوڑ دو، آج میں گزشتہ کوتاہیوں اور محرومیوں کی تلافی کر لینا چاہتا ہوں‘‘ پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا:

’’میں بہت سے مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جم کر لڑا، کیا آج ان رومیوں کے مقابلے میں راہ فرار اختیار کرلوں؟ ایسا کبھی نہیں ہوسکے گا۔‘‘ پھر انہوں نے مسلمانوں کو پکارا: ’’موت پر کون بیعت کرتا ہے؟‘‘

ان کی پکار پر تقریباً چار سو مسلمانوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، ان بیعت کرنے والوں میں ان کے چچا حضرت حارث بن ہشام اور

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ ان لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (قائد لشکر) کے خیمے کے گرد و پیش میں سخت خونریز جنگ کی اور دشمن کے بڑھتے ہوئے حملوں کا بہترین انداز میں دفاع کیا۔ جب فضائے یرموک پر سے جنگ و قتال کے بادل چھٹے اور مسلمانوں کی عظیم الشان فتح کا آفتاب طلوع ہوا تو یرموک کی زمین پر تین مجاہد زخموں سے چُور پڑے ہوئے تھے اور وہ تھے حضرت حارث بن ہشام، حضرت عیاش بن ربیعہ اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

شدتِ تشنگی سے بے تاب حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، جب پانی ان کو پیش کیا جارہا تھا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا، حضرت حارثؓ نے پہلے ان کو پانی پلانے کا اشارہ کیا اور جب پانی ان کے پاس لے جایا گیا تو حضرت عیاشؓ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا، حضرت عکرمہؓ نے اشارہ کیا کہ پہلے ان کی پیاس بجھائی جائے اور جب پانی پلانے والے ان کے قریب گئے تو دیکھا کہ وہ اس سے بے نیاز ہو چکے ہیں، جب وہ پلٹ کر پہلے دونوں صحابیوں کے پاس پہنچے دیکھا کہ وہ لوگ بھی آبِ کوثر سے اپنی پیاس بجھا چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں سے راضی ہو اور انہیں حوض کوثر سے اس طرح سیراب کرے کہ اس کے بعد انہیں تشنگی محسوس نہ ہو اور انہیں جنت الفردوس کی سرسبزی وشادابی مرحمت فرمائے جس سے وہ ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔ .....❁.....❁.....

مولانا حاجی محمد عباس جھلنؒ کی وفات

مولانا محمد عباس دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے قدیم تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا عبدالہادی عباسیؒ اور مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوریؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ اکثر کتب دارالعلوم مدنیہ میں پڑھیں پھر اپنے آپ کو مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کے سپرد کردیا اور حدیث شریف حضرت مفتی اعظمؒ سے پڑھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ چلے گئے۔ محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث ریحانۃ الہند برکۃ العصر حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے اصلاحی تعلق قائم کئے رکھا، کچھ عرصہ پاکستان آرمی میں بھی رہے اور ۱۹۷۰ء کی پاک بھارت جنگ میں کرنل کی حیثیت سے حصہ لیا۔ ۱۹۷۸ء میں اُچ شریف میں آگئے۔ استاذ محترم حضرت مولانا عبدالہادی عباسیؒ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کردیا۔ ۱۹۷۸ء سے ۲۰۰۲ء تک اُچ شریف میں رہے اور اُچ شریف میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانیوں میں سے تھے۔ راقم جب رحیم یار خان سے بہاولپور مبلغ بن کر آیا۔ اُچ شریف چونکہ بہاول پور میں ہے تو ان کی خدمت میں حاضری ہوتی رہی اور مرحوم نے ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مقامی امیر مجلس کی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ معروف سرائیکی خطیب مولانا محمد لقمان علی پوریؒ سے دلی دوستی تھی۔ مولانا علی پوریؒ جب اُچ شریف میں تشریف لاتے تو میزبانی کا شرف انہیں بخشتے۔ ۲۰۰۳ء میں اُچ شریف سے بہاول پور شہر میں رہائش اختیار کرلی۔ کچھ عرصہ سلسلۂ اویسیہ کے مشہور شیخ مولانا محمد اکرم اعوانؒ سے تعلق رہا۔ مجموعی طور پر علمائے دیوبند سے متعلق رہے، ان کے ایک بیٹے مولانا عطاء اللہ بھی دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے فاضل ہیں۔ جس ادارہ کے آپ ابتدائی شاگردوں میں سے تھے، اپنے بیٹے کو اسی ادارہ کے سپرد کردیا۔ چنانچہ ان کے فرزند نے بھی حدیث شریف دارالعلوم مدنیہ بہاولپور سے پڑھی۔ دارالعلوم مدنیہ کے بانی مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوریؒ تھے، جو کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بھی رہے۔ استاذ محترم فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے جس پہلی جماعت نے ردِقادیانیت پر تربیت حاصل کی، اس میں مولانا غلام مصطفیٰ بھی شامل تھے۔

مولانا حاجی محمد عباسؒ بہاول پور میں آنے کے بعد بیمار رہنے لگے۔ دانا پانی ختم ہوگیا، تو انہوں نے ۵؍جنوری ۲۰۲۳ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ کی امامت بہاول پور کے معروف عالم دین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے امیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں ملوک شاہ کے معروف قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور نو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللہ پاک آپ کی خدمات کو اپنی جناب میں قبول فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاعِ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ’’آل پنجاب سالانہ تحریری مقابلہ‘‘ منعقد کیا گیا۔ عنوان تھا: ’’صحابہ کرامؓ کا دفاعِ ختم نبوت‘‘ اس عنوان پر دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبا و طالبات نے حصہ لیا۔ ان مضامین سے چند منتخب اور معیاری مضامین یہاں شائع کئے جارہے ہیں۔

محمد عمیر حیدری سیال، جھنگ

اس نظام دنیا میں بہت سے تاریکیوں کے نمائندوں نے پُرنور اسلامی مشعل کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کے لیے اپنے ناپاک خون پسینے بہائے تاکہ ظلمت و تاریکی کا راج ہو۔ انہی ظلمتِ شب کے متلاشیوں میں کچھ ایمان کے ڈاکو اور لٹیرے ایسے بھی آئے جو بظاہر خیرخواہان انسانیت کے نعرے میں نبوت کے دعوے دار بنے اور خود کو نبی اللہ کہلوانے لگے۔ حالانکہ یہ تو وہ آسمانی منصب تھا جو الیکشن سے نہیں بلکہ اللہ کی سلیکشن سے ملا کرتا تھا: ’’اَللّٰہُ اَعلَمُ حَیثُ یَجعَلُ رِسلَتَہٗ‘‘ (الانعام:124) چونکہ ساری ملت اسلامیہ کے اتحاد کا راز ’’عقیدہ ختم نبوت‘‘ میں مضمر ہے اس لیے وہ اسلام کے اس مرکزی اور بنیادی قلعے میں شگاف لگانے کے عہد نبوی سے ہی خواہشمند رہے۔

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کے منصب خلافت سنبھالتے ہی ہر طرف سے فتنوں نے سر اٹھایا مگر صدیق اکبرؓ سمیت صحابہ کرامؓ مشکلات کے اس سفر میں مانعین زکوٰۃ اور منکرین ختم نبوت کے دانت کھٹے کرنے میں کامیاب ہوئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا دفاع ختم نبوت میں اقدام:

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مُسَیلمہ کذّاب اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کے لئے صحابیِ رسول حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں 24 ہزار کا لشکر بھیجا جس نے مُسَیلمہ کذّاب کے 40 ہزار کے لشکر سے جنگ کی، تاریخ میں اسے ’’جنگِ یمامہ‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس جنگ میں 1200 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں 700 حافظ وقاریِ قرآن صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے جبکہ مُسَیلمہ کذّاب سمیت اس کے لشکر کے 20 ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔

(سیرت سیدالانبیاؐ، ص608، 609)

رحمتِ عالم ﷺ کے دس سالہ مدنی دور میں غزوات اور سرایا ملا کر کُل 74 جنگیں ہوئیں جن میں کُل 259 صحابہؓ شہید ہوئے جبکہ مُسَیلمہ کذّاب کے خلاف جو ’’جنگِ یمامہ‘‘ لڑی گئی وہ اس قدر خونریز تھی کہ صرف اس ایک جنگ میں 1200 صحابہؓ و تابعینؒ شہید ہوئے۔ ختمِ نبوت کے معاملے میں صحابۂ کرامؓ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے ختم نبوت کا دفاع کیا اور اپنا عقیدہ واضح کردیا کہ حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی و رسول ہیں، حضورِ اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس سے اعلانِ جنگ کیا جائے گا۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ اور مسئلہ ختم نبوت:

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظمؓ نے حُضور نبیِّ کریم ﷺ کے وِصال کے بعد روتے ہوئے اس طرح فرمایا: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ پاک کی بارگاہ میں آپ ﷺ کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ آپ ﷺ کو انبیائے کرام میں سب سے آخر میں بھیجا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر ان سب سے پہلے فرمایا ہے۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، 1/45)

حضرت عثمانِ غنیؓ اور عقیدہ ختم نبوت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں کچھ لوگ پکڑے جو نبوت کے جھوٹے دعویدار مُسَیلمہ کذّاب کی تشہیر کرتے اور اس کے بارے میں لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔ آپؓ نے حضرت سیّدنا عثمان بن عفانؓ کو اس بارے میں خط لکھا۔ حضرت عثمانِ غنیؓ نے جواب میں لکھا کہ ان کے سامنے دینِ حق اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ کی گواہی پیش کرو۔ جو اسے قبول کرلے اور مُسَیلمہ کذّاب سے بَراءت و علیحدگی اختیار کرلے اسے قتل نہ کرنا اور جو مُسَیلمہ کذّاب کے مذہب کو نہ چھوڑے اسے قتل کردینا۔ ان میں سے کئی لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تو انہیں چھوڑ دیا

اور جو مُسَیلمہ کذّاب کے مذہب پر رہے تو ان کو قتل کر دیا۔(سنن کبریٰ للبیہقی،8/350،رقم:16852)

حضرت علیُّ المرتضیٰؓ کا دفاع ختم نبوت:

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰؓ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’بَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن‘‘ یعنی رسولِ کریم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔(ترمذی،/364،حدیث:3658)

حضرت ثمامہؓ اور مسئلہ ختم نبوت:

حضرت سیّدنا ثُمامہ بن اُثالؓ نبوّت کے جھوٹے دعویدار مُسَیلمہ کذّاب سے اس قدر نفرت کیا کرتے تھے کہ جب کوئی آپؓ کے سامنے اس کا نام لیتا تو جوشِ ایمانی سے آپؓ کے جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا اور رونگٹے کھڑے ہوجاتے۔ آپؓ نے ایک مرتبہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ تاریخی جملے ادا کئے: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ ﷺ کے ساتھ نہ تو کوئی اور نبی ہے نہ ان کے بعد کوئی نبی ہے، جس طرح اللہ پاک کی اُلوہیّت میں کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوّت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ (ثمارالقلوب فی المضاف والمنسوب، 1/261)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ اور عقیدہ ختم نبوت:

بخاری شریف میں ہے: حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمۃُ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰؓ سے پوچھا: آپ نے حُضور نبیِّ کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰؓ نے فرمایا: ان کا بچپن میں انتقال ہوگیا تھا۔ اگر رسولِ کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کا ہونا مقدر ہوتا تو حضورِ اکرم ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے، مگر حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(بخاری،4/153 حدیث:6194)

دفاعِ ختم نبوت میں صحابہ کرامؓ کی شہادتیں:

تحفظ ناموس رسالت میں صحابہ کرامؓ کا عشق نہایت غیرت مند ثابت ہوا اور یہ لوگ عشق مصطفیٰ کے اسیر ہوکر جنگی میدانوں میں کود پڑے اور شہادتوں کے جام پر جام پیئے مگر ختم نبوت میں کوئی رخنہ نہ آنے دیا۔ صحابی رسول حضرت حبیب بن زیدؓ کو مسیلمہ کذاب نے گرفتار کیا اور پوچھنے لگا: کیا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر اپنے بارے میں پوچھنے لگا: کیا تم میری گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیب بن زیدؓ انجان بن کر کہنے لگے کہ مجھے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا مسیلمہ کذاب حضرت حبیب بن زیدؓ سے اسی طرح سوال کرتا اور ان کا جواب یہی کچھ ہوتا جس کی پاداش میں مسیلمہ ان کے جسم کا ایک ایک کرکے عضو کاٹتا رہا، مگر آپؓ محمد الرسول ﷺ کی ختم نبوت کے برملا اظہار سے باز نہ آئے اور اس طرح شدید ترین اذیتیں سہتے سہتے حبیب بن زیدؓ جام شہادت نوش کر گئے۔(البدایہ والنہایہ جلد4 صفحہ418)

مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہونے والے حبیب بن زیدؓ کی والدہ ام عمارہؓ اور ان کے دوسرے بیٹے حضرت عبداللہ بن زیدؓ بھی جنگ یمامہ میں نہایت دلیری سے لڑے اور شہادت کے مرتبہ تک جا پہنچے۔ مہاجرین کے علمبردار حضرت عبداللہ بن حفصؓ جب جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ نے جھنڈا سنبھال لیا جن کی قرأت کی تعریف خود حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ لڑائی کی شدت دیکھ کر کسی نے ان سے کہا: کیا آپ کو اپنی جان کی پروا نہیں؟ بولے: جان کی پرواہ کروں تو مجھ سے برا حافظ قرآن کون ہوگا؟ ان کے آقا ابو حذیفہؓ بھی اس لڑائی میں شریک تھے اور پورے جوش وخروش سے کہہ رہے تھے: ’’اے قرآن کے قاریو! قرآن مجید کو اپنی کارکردگی کی زینت بنائے رکھو‘‘ حضرت عمر بن خطابؓ کے بڑے بھائی حضرت زید بن خطابؓ نے صحابہ کرامؓ کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: ’’لوگو! دشمن پر وار کرو اور آگے بڑھتے جاؤ‘‘ حضرت ثابت بن قیسؓ نے جب دیکھا کہ مسلمان مغلوب ہو رہے ہیں تو آپؓ یہ فرماتے ہوئے میدان میں اترے کہ: ’’اے اللہ! میں مسلمانوں کی طرف سے آپ سے معذرت کرتا ہوں یہ کہہ کر حملہ کیا اور شہادت کی انگلی پکڑ کر دار فانی سے کوچ کر گئے۔ حضرت انس بن مالکؓ کے بھائی براء بن مالکؓ نے جب دیکھا کہ دشمن باغ (حدیقۃ الموت) میں محفوظ ہو گیا ہے اور اس نے باغ کے دروازوں کو بند کر دیا ہے تب آپ کہنے لگے کہ مجھے اچھال کر باغ میں ڈال دیا جائے تا کہ میں درواز کھول سکوں اولاً تو انکار کیا گیا مگر جب آپؓ کا اصرار بڑھا تو آپ کو باغ میں اچھال دیا گیا اور آپؓ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے اس وقت ختم نبوت کے اس سپاہی کے جسم پر اسّی سے زائد زخم تھے۔(بحوالہ تاریخ امت مسلمہ جلد1 صفحہ 477-479)

اللہ کریم ہمیں عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیِّین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم۔.....

مکران ڈویژن میں

ختم نبوت کی بہاریں

رپورٹ: مولانا احمد شاہ بلوچ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مکران ڈویژن ضلع تربت میں یکم تا ۴/ مارچ ۲۰۲۳ء ختم نبوت کے حوالے سے مختلف پروگرام منعقد ہوئے۔

❁ ..... یکم تا ۲/ مارچ ۲۰۲۳ء مکران ڈویژن کی عظیم شخصیت شیر مکران مولانا محمد الیاس دلاوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کورس کا اہتمام کیا گیا۔ یکم مارچ کو یہ کورس صبح ۹ بجے شروع ہوا، جس میں مولانا محمد قاسم سدوخانی نے فتنۂ الحاد پر گفتگو فرمائی اور اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مفتی محمد عادل غنی نے بذریعہ پروجیکٹر ختم نبوت کے عنوان پر مدلل بیان کیا۔ بعد نماز ظہر حضرت مولانا مفتی زاہد حسین نے ذکری فرقہ کے باطل عقائد ونظریات پر تفصیل سے سبق پڑھایا، پھر نماز عصر تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے مختلف فتنوں کے متعلق طلبا کو لیکچر دیا۔ مغرب کے بعد مولانا محمد قاسم سدوخانی نے عقیدۂ ختم نبوت کے عنوان پر گفتگو کی اور بعد نماز عشاء مفتی محمد عادل غنی نے بذریعہ پروجیکٹر قادیانیت کے باطل نظریات کا پوسٹ مارٹم کیا۔ ۲/ مارچ کورس کا دوسرا دن تھا، جس میں صبح نو بجے کلاس کا آغاز ہوا، مولانا محمد قاسم سدوخانی مدظلہ، مولانا سیّد حسین احمد مدظلہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرف المدارس کراچی کے بیانات ہوئے، آخری بیان اور دعا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے کی۔ کورس میں کثیر تعداد میں ضلع تربت، جیونی، گوادر، پسنی سے عوام اور خواص نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کورس کے معزز علمائے کرام ومبلغین ختم نبوت اور تمام شرکائے کورس کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

❁ ..... ۲/ مارچ ۲۰۲۳ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم آبسر میں بعد نماز ظہر سیرت خاتم الانبیاء کنونشن منعقد ہوا، جس میں علاقہ بھر سے دینی وسماجی شخصیات اور مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں نے شرکت کی۔ سامعین نے بڑی دلچسپی سے عقیدۂ ختم نبوت پر ہونے والے خطیب حضرات کے بیانات کو سنا اور اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے وابستہ ہوکر عقیدہ ختم نبوت کے لیے کام کرنے کا عزم کیا۔ اس سیرت خاتم الانبیاء کنونشن میں حضرت مولانا الیاس دلاوی دامت برکاتہم العالیہ، مولانا مفتی محمد حسین استاذ الحدیث وناظم تعلیمات جامعہ اشرف المدارس کراچی، مولانا عبدالحئی مطمئن مبلغ ختم نبوت کراچی، مولانا محمد قاسم سدوخانی، مولانا مفتی محمد عادل غنی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، مولانا شاکر اللہ، مولانا مفتی زاہد حسین، مولانا سعید احمد تگرانی، مولانا حق نواز زامرانی، مفتی اعظم بلوچستان حضرت مفتی محمد عمیر آسیا آبادی، مولانا حافظ ولی الرحمٰن زامرانی، مولانا غلام اللہ رستم، مولانا مفتی عمران، مولانا مقبول حمزہ، مولانا عبدالخالق بلیدی، مولانا عزیز اللہ بلیدی، مولانا عبدالقیوم، مولانا نور احمد، مولانا درجان، مولانا محمد فراز حقانی، حافظ اسماعیل بلیدی، مولانا عباس سمیت کثیر تعداد میں علمائے کرام وطلبا، عوام اور خواص نے شرکت کی۔ مولانا ادریس دلاوری، مولانا شاہنواز آبسری، مولانا مفتی زہیر، مولانا مفتی فضل الرحمن قاسمی، مولانا عبدالغفور جاہسری، مفتی نذیر احمد، مولانا عباس اور دیگر رفقاء منتظمین بھی شریک ہوئے۔

❁ ..... ۲/ مارچ بروز جمعرات کو بعد نماز مغرب جامعہ اشرف المدارس آبسر میں سالانہ تقریب سے مرکزی مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے ''عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔

❁ ..... ۳/ مارچ بروز جمعۃ المبارک کو کراچی سے تشریف لائے ہوئے مبلغین ختم نبوت نے تربت شہر کی چھ مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ خطبا حضرات میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے تربت شہر کی جامع مسجد میں، مولانا عبدالحئی مطمئن نے جامع مسجد ہسپتال والی میں اور مولانا مفتی محمد عادل غنی نے جامع مسجد تعمیر ملت آبسر میں، مولانا قاسم سدوخانی نے جامع مسجد قبا میں، مولانا شاکر اللہ نے جامع مسجد عثمان غنی میں عقیدۂ ختم نبوت، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان کے بائیکاٹ جیسے موضوعات پر بیانات کئے۔

❁ ..... ۴/ مارچ بروز ہفتہ تحصیل تمپ ضلع تربت میں عظیم الشان ''اصلاح معاشرہ کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ جس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض (راقم) نے سرانجام دیئے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا تفصیلی بیان ہوا، جس میں قاضی صاحب نے سامعین کو شیزان کے بائیکاٹ پر خوب توجہ دلائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مہمان علمائے کرام اور مقامی علمائے کرام و منتظمین حضرات کی محنت اور کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے، آمین۔

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں ردقادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر ردقادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

1127-01010015785 مسلم کمرشل بینک ملتان

0038-01034640 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرۃ مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ، ولی کامل، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ، ولی ابن ولی، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0334-5082180	راولپنڈی 0304-7520844	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277 0300-4918840	سرگودہا 0301-6361561	چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200	جھنگ 0303-2453878	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0334-3463200	رحیم یار خان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 0300-8775697	شیخوپورہ 0300-5598612	کوئٹہ 2841995 0331-3064596	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337